نمبر ۱۰۵ | مورخہ ۳ مارچ سنہ ۱۹۳۲ء | یوم پنجشنبہ | مطابق ۲۴ شوال سنہ ۱۳۵۰ھ | جلد ۱۹

مدینۃ المسیح

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز آل انڈیا کشمیر کمیٹی کے اجلاس میں شمولیت کے لئے یکم مارچ دہلی تشریف لے گئے ؛

جناب سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب ناظر دعوۃ و تبلیغ ۲۸- فروری کو جموں سے واپس تشریف لائے - اور ۲۹- کو پھر جموں روانہ ہو گئے ؛

یہ خبر نہایت مسرت کے ساتھ سنی جائے گی - کہ نظارت تعلیم و تربیت اور پرنسپل صاحب جامعہ احمدیہ کی کوششوں کے نتیجہ میں امسال قادیان کو پنجاب یونیورسٹی کی طرف سے السنہ مشرقیہ کے امتحانات کا بھی سنٹر مقرر کیا گیا ہے ؛

۲۹- فروری چوہدری احمد علی صاحب نمبردار موضع بازید چک جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پرانے صحابی تھے - وفات پا گئے - نعش قادیان لائی گئی - مولانا سید محمد سرور شاہ صاحب نے نماز جنازہ پڑھائی - اور مرحوم مقبرہ بہشتی میں دفن ہوئے - احباب دعائے مغفرت فرمائیں ؛

ریاست کشمیر میں سیاسی قیدیوں سے ناروا سلوک

قابل توجہ وزیر اعظم صاحب کشمیر

سیاسی قیدی جنہیں تمام مہذب حکومتیں عام اخلاقی قیدیوں سے بالکل ممتاز درجہ دیتی - اور ان کے ساتھ نسبتاً بہت اچھا سلوک کرتی ہیں - ان کے متعلق ریاست کشمیر کا رویہ نہایت ہی افسوسناک ہے - اس بارہ میں ہمیں جو اطلاعات موصول ہوئی ہیں - ان کی طرف ہم نے وزیر اعظم صاحب کی توجہ مبذول کرانا ضروری سمجھتے ہیں :-

سیاسی قیدیوں کی حیثیت اور پوزیشن کو قطعاً نظر انداز کرتے ہوئے اول ان کی طرز معاشرت کی کوئی پرواہ نہ کرتے ہوئے سب کو ہفتہ میں صرف تین وقت ادنیٰ درجہ کی ابلی ہوئی دال دی جاتی ہے - اور باقی سب ایام میں کرم اور شلغم کے ایسے پتے ابال کر بغیر گھی اور مصالح کے دیئے جاتے ہیں جنہیں چوپائے بھی منہ نہ لگائیں ؛

(۲) گندم کی روٹی کی بجائے چاولوں کا ریزہ اور گلی سڑی مکئی کی روٹی دی جاتی ہے - چاول اس قسم کے ردی دیئے جاتے ہیں - جو قطعاً کھانے کے قابل نہیں ہوتے (۳) قیدیوں کو کپڑے صاف کرنے کے لئے پانی مہیا نہیں کیا جاتا - (۴)- سپرنٹنڈنٹ جیل قیدیوں سے براہ راست ملنے اور ان کی تکالیف معلوم کرنے کی ضرورت نہیں سمجھتا - داروغہ جو کچھ کہہ دے - اسی کو درست سمجھ لیا جاتا ہے - (۵) قیدیوں کی دوسری تکالیف کا اندازہ اس سے لگایا جا سکتا ہے - کہ مسلمانان کشمیر کے محبوب ترین راہنما شیخ محمد عبداللہ صاحب کو سنگین کوٹھڑی میں بند رکھا ہوا ہے - انہیں پہننے کے لئے نہایت معمولی میلے کپڑے دیئے گئے ہیں کھانا بے حد خراب اور ناقابل استعمال دیا جاتا ہے - رات کو سنگین کوٹھڑی میں روشنی نہیں کی جاتی - بلکہ اندھیرے میں بند رکھا جاتا ہے - جب شیخ محمد عبداللہ صاحب کا یہ حال ہے - جن کی پوزیشن سے ریاست خوب واقف ہے - تو دوسروں کے ساتھ جو کچھ گزر رہی ہے - اس کا اندازہ بآسانی لگایا جا سکتا ہے (۶) تمام سیاسی قیدیوں پر تمام کے تمام ہندو ملازم مقرر ہیں کسی مسلمان ملازم کو ان کے قریب بھی نہیں جانے دیا جاتا - (۷) ایسے بیمار قیدی جنہیں ہسپتال میں داخل کیا جاتا ہے - ان کو بھی دودھ نہیں دیا جاتا ؛ ظاہر ہے - کہ یہ تمام شکایات نہایت اہم ہیں اور ان کا جلد سے جلد تدارک ہونا ضروری ہے ؛ خاکسار شمس کاشمیری برائے سکرٹری کشمیر کمیٹی

تبلیغی رپورٹیں

بیرونی ممالک میں تبلیغ اسلام

انگلستان

امام صاحب و نائب امام صاحب مسجد احمدیہ لنڈن کے جو خطوط ۲۸- جنوری اور ۴- فروری کے لکھے ہوئے پہنچے ہیں۔ ان کا خلاصہ یہ ہے کہ اتوار کے دن نومسلموں کی حاضری کافی ہوتی ہے۔ رمضان میں روزہ افطار کرنے کے بعد پہلے مولوی فرزند علی خاں صاحب قرآن مجید کا درس دیتے پھر نماز کی حقیقت اور قرآن مجید کے مکمل و محفوظ ہونے کے متعلق تقریر کرتے رہے۔ حاضرین کو سوالات کرنے کا بھی موقعہ دیا جاتا۔ بعض دوستوں نے قرآن مجید اور اسلام کے متعلق سوالات کئے جن کے تسلی بخش جوابات دیئے گئے۔

مولوی محمد یار صاحب نے بارہ اصحاب کو قرآن مجید کے سبق دیئے ۸۰ اشخاص کو بذریعہ ملاقات تبلیغ کی گئی۔ جن میں سے ایک صاحب بحیثیت جج ہیں۔ ۷۰ اصحاب کو بذریعہ لٹریچر تبلیغ کی گئی۔

ان ایام میں ایک انگریز داخل اسلام ہوا۔ اور اب کل نومسلموں کی تعداد لنڈن میں ۶۲ ہے۔ نومسلم بھی اپنے حلقہ میں تبلیغ اسلام کرتے رہتے ہیں۔

امریکہ

۲۱ جنوری کو جو خط مولوی مطیع الرحمٰن صاحب بنگالی نے شکاگو سے لکھا۔ اُس کا خلاصہ یہ ہے۔ کہ

امریکہ کی تمام جماعت ہائے احمدیہ تبلیغ اسلام میں مصروف ہیں۔ اور روز بروز اسلام کی ترقی ہو رہی ہے۔ گو خطرناک مالی مشکلات کی وجہ سے بعض دفعہ کام میں روکاوٹیں بھی پیدا ہو جاتی ہیں۔ تاہم جماعتیں ہفتہ واری جلسے کرتی ہیں۔ اور اپنے اپنے کام کی رپورٹ باقاعدہ بھیجتی ہیں۔ بذریعہ خط و کتابت انہیں ہدایات بھیجی جاتی ہیں۔ نومسلم احباب نہایت مخلص ہیں۔ رمضان میں تمام نے نہایت شوق اور اہتمام سے روزے رکھے۔

حیفا۔ فلسطین

مولوی اللہ دتا صاحب جالندھری نے جو خط یکم فروری کو حیفا سے بھیجا اس میں لکھتے ہیں۔

ہفتہ زیر رپورٹ میں لبنان۔ شام اور مصر سے جن احمدی اصحاب کے خطوط پہنچے۔ ان کے جوابات اور تبلیغ کے لئے ہدایات بھیجدی گئی ہیں۔ آج کل خطیب جامع حیفا ہر جمعہ احمدیت کے خلاف خطبہ پڑھ رہا ہے جس سے لوگوں میں احمدیت کے متعلق تحقیقات کرنے کی رو پیدا ہو رہی ہے۔ ان ایام میں لبنان کے شیخ عبدالرحمٰن صاحب ہر جادی کے دو لڑکے سلسلۂ احمدیہ میں داخل ہوئے۔

سیلون

مولوی عبداللہ صاحب مالاباری سیلون میں تبلیغ اسلام کر رہے ہیں جو یکم فروری کو نیگومبو پہنچے۔ اس جگہ احمدی جماعت قائم ہو چکی ہے۔ ابتدائی سالوں میں نیگومبو میں شدید مخالفت کے مظاہرے ہوئے تھے جو رفتہ رفتہ مدھم ہوتے گئے۔ اب چونکہ وہاں جماعت ترقی کر رہی ہے۔ اور مسجد احمدیہ بھی تعمیر ہو رہی ہے۔ بدیں وجہ مخالفین اب پھر مخالفت پر اتر آئے ہیں۔ مسجد جو اس وقت تک نصف بن چکی ہے۔ اس کے منہدم کرنے کی دھمکیاں دی جا رہی ہیں۔ اور احمدیوں سے ملنے جلنے کے لئے عوام کو منع کیا جاتا ہے۔

کولمبو میں ۷- افراد مولوی صاحب کے جانے کے بعد سلسلہ میں داخل ہوئے۔ اب کے جماعت احمدیہ نے نماز عید کھلے میدان میں ادا کی۔ جس قدر فطرانہ وصول ہوا۔ اس کا کچھ حصہ مقامی طور پر خرچ کر کے باقی بیت المال قادیان میں بھیجدیا گیا۔

۱۴- فروری ۱۹۳۲ء کو راؤٹر کمپنی کے احاطہ میں مبلغ سیلون نے پبلک لیکچر دیا۔ دو بھائی لیکچر کے بعد داخل سلسلہ احمدیہ ہوئے۔

ناظر دعوت و تبلیغ قادیان

چوہدری شمشاد علیخان صاحب کی وفات پر تعزیت کی قرارداد

انجمن احمدیہ لاہور چھاؤنی نے اپنے ایک غیر معمولی اجلاس مورخہ ۲۱- فروری میں مندرجہ ذیل ریزولیوشن پاس کئے۔

(۱)- انجمن احمدیہ لاہور چھاؤنی کا یہ جلسہ چوہدری شمشاد علیخاں صاحب مرحوم کی بے وقت اور اچانک وفات پر دلی رنج اور افسوس کا اظہار کرتا ہے۔

(۲) انجمن احمدیہ لاہور چھاؤنی مرحوم کی بیوہ اور بچوں سے دلی ہمدردی کا اظہار کرتی ہے۔ اور دعا کرتی ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ اس صدمۂ عظیم میں انہیں صبر کی توفیق دے۔ نیز پاس ہوا۔ کہ ان قراردادوں کی ایک نقل چوہدری ظفر اللہ خاں صاحب کو اس درخواست کے ساتھ بھیجی جائے۔ کہ وُہ اسے افراد متعلقہ کو مہربانی کر کے پہنچا دیں۔ اور ایک نقل اخبار الفضل کو بھیجی جائے۔ خاکسار قاضی عنایت اللہ سکرٹری جماعت احمدیہ لاہور چھاؤنی

جناب چوہدری ظفر اللہ خاں صاحب کا پتہ

ہمیں اطلاع موصول ہوئی ہے۔ کہ دہلی میں جناب چوہدری ظفر اللہ خاں صاحب کا سابق پتہ تبدیل ہو گیا ہے۔ اور اب یہ پتہ ہے:-

"پرانا وائسرےگل لاج - دہلی"

احباب کی اطلاع کے لئے یہ اعلان کیا جاتا ہے۔

سن رائز اب لاہور سے شائع ہوا کریگا

سن رائز انگریزی ہفتہ وار اخبار اب لاہور سے مسٹر مجید ملک ایم۔ اے۔ ایل ایل۔ بی اور محترمہ آمنہ بٹ بی۔ اے کی زیر ادارت شائع ہوا کرے گا۔ مسٹر مجید ملک ایک نامور قابل جرنلسٹ ہیں۔ اور "مسلم اوٹ لک" و "ایسٹرن ٹائمز" کے ایڈیٹر رہ چکے ہیں۔ سن رائز کا سالانہ چندہ دس روپے کر دیا گیا ہے۔ کیونکہ اس کا حجم۔ اسکی تقطیع وغیرہ سب بڑھا دیئے گئے ہیں۔

۲۶- فروری کا سن رائز قادیان سے شائع ہوا ہے۔ اب اس کے بعد سن رائز کے خریداروں کو لاہور فلیمنگ روڈ سے پرچہ کا انتظار کرنا چاہیئے انتظام ہو رہا ہے۔ امید ہے۔ بہت جلد شائع ہوگا۔

جن خریداران سن رائز کا چندہ ابھی باقی ہے۔ وُہ مجرا دیا جائے گا۔ یعنی اتنی رقم کے عوض میں دس روپے سالانہ کے حساب سے جتنی مدت ہوگی۔ اتنی مدت سن رائز لاہور سے ان کے نام پہنچتا رہے گا۔ طالب علموں کے لئے اب کوئی رعایت نہیں۔ اور جو سن رائز کے بقایا دار ہیں۔ یعنی ان کے ذمہ چندہ باقی ہے۔ وُہ مہربانی فرما کر اپنا اپنا بقایا ادا کریں۔ گزشتہ دو تین سال کا حساب کرنے پر معلوم ہوا۔ کہ ڈھائی تین ہزار روپیہ خریداروں کے نام واجب الوصول باقی ہے۔ گزشتہ پانچ سال میں سن رائز پر قریباً آٹھ ہزار روپیہ گرہ سے (علاوہ خریداروں سے وصول شدہ چندہ کے) خرچ کیا گیا ہے محض اس لئے کہ مسلمانوں کی پولٹیکل معاملات میں صحیح راہ نمائی ہو۔ اور وُہ نقصان نہ اٹھائیں۔ سب مسلمانوں کو چاہیئے۔ کہ وُہ سن رائز کی قدر کریں۔ اس کی توسیع اشاعت میں حصہ لیں۔ احمدی احباب سے بالخصوص گزارش ہے۔ کہ وُہ سن رائز کے خریدار ہوں۔ اور اس کی اشاعت بڑھائیں۔ اس کا بقایا ادا فرمائیں۔

(مہتمم طبع و اشاعت قادیان)

بہنوں اور بھائیوں کا شکریہ

خان صاحب کی وفات پر جماعت احمدیہ نے جس ہمدردی کا اظہار کیا ہے۔ میں اس کے لئے تہ دل سے شکرگزار ہوں۔ چونکہ خطوط اور تاریں کثرت سے آئے ہیں۔ اور میری حالت ابھی ایسی ہے۔ کہ میں ہر ایک ہمدرد بہنوں اور بھائیوں کو جواب نہیں دے سکتی۔ لہذا الفضل کے ذریعہ شکریہ ادا کرتی ہوں۔ خدا تعالےٰ آپ سب کو جزائے خیر دے۔ آمین۔ والسلام

خاکسار۔ اہلیہ شمشاد علی خان۔ مرحوم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الفضل

نمبر ۱۰۵ | قادیان دارالامان مورخہ ۳ مارچ ۱۹۳۲ء | جلد ۱۹

مُسلمانوں کے اتحاد میں احراریوں کی رخنہ اندازی

مُسلمان فتنہ پردازوں سے ہوشیار رہیں

ہندوؤں کا اتحاد

مُسلمانوں کے مقابلہ میں ہندو صاحبان نہ صرف مال و دولت کے لحاظ سے، اثر و رسوخ کے لحاظ سے، انتظام اور تعداد کے لحاظ سے بہت بڑھے ہوئے ہیں بلکہ اتفاق و اتحاد کے لحاظ سے، یک سوئی اور یک رنگی کے لحاظ سے بھی بہت آگے ہیں۔ اور باوجود اس کے۔ کہ مذہبی خیالات کے رُو سے اُن کا آپس میں زمین و آسمان کا اختلاف ہے۔ اور وُہ ایک دوسرے سے بالکل متضاد عقائد رکھتے ہیں۔ پھر بھی دوسری اقوام اور خصوصاً مسلمانوں کے مقابلہ میں وُہ سارے کے سارے ایک ہیں۔ لیکن اس وقت جبکہ مسلمانانِ ہند نہایت نازک دَور میں سے گزر رہے ہیں۔ ہندو اس بات کے لئے پورے زور کے ساتھ سرگرم عمل ہیں۔ کہ ہر وُہ فرقہ جس تک ان کی رسائی ہو سکے۔ اور جس کے مذہبی یا سیاسی خیالات مسلمانوں کے خلاف ہوں۔ اسے وُہ اپنے اندر داخل کر لیں۔ اسے اپنا حصہ قرار دیں۔ اور اس طرح جس قدر بھی ممکن ہو۔ اپنی تعداد میں اضافہ کر کے دکھائیں:۔

ہندو اکثریت میں رہنے کے لئے کیا کر رہے ہیں

چنانچہ حال ہی میں اخبار "ملاپ" (۱۶ فروری) نے مسلمانوں کے مقابلہ میں ہر فرقہ اور ہر عقیدہ کے غیر مسلموں کو متحد ہونے کی تحریک کرتے ہُوئے لکھا ہے:۔

"اگر ہم واقعی اکثریت میں رہنا چاہتے ہیں۔ تو ہمیں ہندو بن کر جینا ہوگا۔ ہندو آریہ سماجی بھی ہے۔ سکھ بھی ہے۔ بدھ بھی ہے۔ جینی بھی ہے۔ سناتن دھرمی بھی ہے۔ اچھوت بھی ہے۔ برہمو سماجی بھی ہے۔ رادھا سوامی بھی ہے۔ دیو سماجی بھی ہے۔ ہندو دھرم کے وشال بھون میں یہ سب لوگ رہتے ہیں۔ ان کا مجموعی نام ہندو ہے۔ یہ ایک جسم کے مختلف حصے ہیں۔ ایک ہی شجر کی مختلف شاخیں ہیں۔ ان میں سے جب کبھی ایک کو اذیت پہنچیگی تو دوسرے کو بھی نقصان ہوگا۔ جب کبھی ایک کے زخم لگے گا۔ تو دوسرے کے بھی درد ہوگا۔ اس لئے اگر یہ سب لوگ جینا چاہتے ہیں اور باعزت طور پر جینا چاہتے ہیں۔ تو انہیں ایک ہو کر رہنا ہوگا۔ ایک ہو کر [illegible] کی طاقتوں کا مقابلہ کرنا ہوگا"۔

آریوں کا سلوک دیگر فرقوں سے

"ملاپ" ایک آریہ اخبار ہے۔ اور اس شخص کو اپنا مہرشی اور نجات دہندہ مانتا ہے جس کا نام دیانند ہے۔ اور جس نے نہ صرف ان تمام فرقوں کو جن کا ذکر "ملاپ" نے کیا ہے۔ ویدک دھرم سے خارج قرار دیا ہے۔ بلکہ ان کے خلاف سخت اور اکثر صورتوں میں تہذیب سے گری ہوئی نکتہ چینی بھی کی ہے۔ ان کے خلاف طرح طرح کے الزامات لگائے ہیں اور اپنے پیروؤں کو ہدایت کی ہے۔ کہ جہاں تک ممکن ہو۔ ان کا کھنڈن کرنا اپنا فرض سمجھیں۔ علاوہ ازیں آریوں کی کتابیں اس قسم کی بحثوں سے بھری پڑی ہیں۔ جن میں "ہندو" لفظ کو اپنے لئے سخت ہتک آمیز قرار دیتے ہوئے اس کی بے حد مذمت کی گئی ہے۔ اور اسے کلیۃً ترک کر دینے پر بہت زور دیا ہے۔ لیکن اب جبکہ انہیں مسلمانوں کے مقابلہ میں اپنی اکثریت دکھانے کی ضرورت محسوس ہو رہی ہے۔ اور سب مل کر مسلمانوں کو نہ صرف میدان سیاست میں۔ بلکہ میدانِ مذہب میں بھی شکست دینے کے سامان فراہم کر رہے ہیں۔ تمام پہلی باتوں کو بالائے طاق رکھ کر یہ اعلان کیا جا رہا ہے۔ کہ "ہمیں ہندو بن کر جینا ہوگا"! اور سب کا "مجموعی نام ہندو" رکھا جا رہا ہے۔ حالانکہ ان میں وُہ لوگ بھی ہیں۔ جو ویدوں پر قطعاً کسی قسم کا اعتقاد نہیں رکھتے۔ وہ بھی ہیں۔ جو ویدوں کو گمراہی اور ضلالت کا موجب یقین کرتے ہیں۔ وُہ بھی ہیں۔ جو ایشور کی ہستی کے ہی قائل نہیں۔ وُہ بھی ہیں۔ جو کسی انسان کو معبود قرار دے کر اسکی پرستش کرتے ہیں:۔

سخت اختلاف کے باوجود اتحاد کی کوشش

غرض جن فرقوں کو ایک ہونے اور ہندو کہلانے کے لئے کہا جا رہا ہے، ان کا آپس میں مذہبی لحاظ سے اس قدر اختلاف ہے۔ جس کی کوئی حد نہیں۔ ایک کا رُخ اگر مشرق کی طرف ہے تو دوسرے کا مغرب کی طرف۔ ایک جس چیز کو ظلمت اور تاریکی قرار دیتا ہے۔ دُوسرا اسی کو نور بتاتا ہے۔ ایک جس کے نام سے ہی نفرت رکھتا ہے۔ دُوسرا اسی کی پرستش کرتا ہے لیکن مسلمانوں کے مقابلہ میں سارے کے سارے ایک ہو رہے ہیں۔ یا ایک بننے کی کوشش کر رہے ہیں۔ اس طرح نہیں۔ کہ وُہ اپنے مذہبی اختلافات کو ترک کر کے ایک نقطہ پر جمع ہو رہے ہیں۔ اس طرح نہیں۔ کہ اپنے اپنے عقائد چھوڑ کر ایک جیسے عقائد اختیار کر رہے ہیں۔ اس طرح بھی نہیں۔ کہ انہوں نے اپنے اپنے مخصوص اغراض و مقاصد کے متعلق کوئی تصفیہ کر لیا ہے۔ بلکہ اس طرح کہ وُہ مسلمانوں کو ان کے حقوق سے محروم کرنے اور انہیں اپنی غلامی میں رکھنے کے مدعا کو اپنا واحد مقصد قرار دے رہے ہیں۔ اور اپنی اکثریت کو قائم رکھنے کی کوشش کر رہے ہیں:۔

مسلمانوں کی حالت

یہ ان لوگوں کا حال ہے۔ جنہیں پہلے ہی مسلمانوں پر ہر پہلو سے غلبہ و تصرف حاصل ہے۔ جو اس نئے اتحاد سے قبل ہی بہت بڑی اکثریت میں ہیں۔ جن کے پاس پہلے ہی میدانِ سیاست میں غلبہ حاصل کرنے کے کافی سے زیادہ سامان موجود ہیں۔ لیکن ان کے مقابلہ میں مسلمان جو ہر لحاظ سے گرے ہُوئے ہیں۔ تعداد کے لحاظ سے تھوڑے ہیں۔ تعلیم میں بہت پیچھے ہیں۔ مال و دولت سے تہیدست ہیں۔ ان کی یہ حالت ہے۔ کہ دوسروں پر غلبہ حاصل کرنے کے لئے نہیں۔ ان کی اکثریت کو توڑنے کے لئے نہیں۔ بلکہ صرف اپنی حفاظت کے لئے اور خود زندہ رہنے کے لئے بھی آپس میں متحد اور متفق ہونے کی بہت کم ضرورت محسوس کر رہے ہیں۔ بلکہ ایسے بھی کوتہ اندیش اور کم عقل لوگ ہیں۔ جو اس کوشش میں لگے رہتے ہیں۔ کہ مسلمانوں کے مذہبی خیالات کی آڑ لے کر ان میں تفرقہ و شقاق پیدا کرتے رہیں۔ اور ایسے لوگ جو مسلمانوں کی متحدہ اغراض و مقاصد کے متعلق مخلصانہ خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔ جو اغیار کے مقابلہ میں مسلمانوں کی برتری کے لئے کوشاں ہیں اور جو ہر موقعہ پر مسلمانوں کے مشترکہ حقوق کی حفاظت کے لئے سینہ سپر ہیں۔ ان کے رستہ میں روک بن کر کھڑے ہو جائیں:۔

احراریوں کی فتنہ انگیزی

اس قسم کا ناپسندیدہ اور نقصان رساں طرزِ عمل اختیار کرنے والوں میں آج کل وُہ لوگ پیش پیش ہیں۔ جو "احراری" کہلاتے ہیں۔ اور جنہوں نے یہ دیکھ کر کہ مُسلمان ان کی سابقہ تباہ کاریوں اور نقصان رسانیوں سے خوب واقف ہو چکے ہیں۔ اپنے چہروں کو اس نئے نقاب کے نیچے چھپا رکھا ہے۔ ان لوگوں نے نیا چولا بدلتے ہُوئے کہا تو یہ تھا۔ کہ وہ مسلمانانِ ریاست جموں و کشمیر کو مکمل آزادی دلانے کے لئے کھڑے ہو رہے ہیں۔ لیکن مسلسل کئی ماہ شور و شر مچانے۔ ہزاروں آدمیوں کو مبتلائے مصائب کرنے۔ لاکھوں روپیہ کا نقصان پہنچانے کے ساتھ ہی مسلمانوں میں فتنہ و فساد پیدا کرنے کے سوا انہوں نے کچھ بھی نہیں کیا۔ اور آج مسلمانانِ کشمیر بھی جہاں یہ اعلان کر رہے ہیں۔ کہ ان لوگوں نے انہیں ایک ذرہ بھر بھی کسی قسم کی امداد نہیں دی۔ وہاں ان سے یہ بھی درخواست کر رہے ہیں۔ کہ برائے خدا مسلمانوں میں تفرقہ و فساد پیدا کرنے سے باز آ جائیں۔ اور جو لوگ ان کے لئے مخلصانہ جدوجہد کر رہے۔ اور ہر قسم کی امداد بہم پہونچا رہے ہیں۔ ان کے رستہ میں حائل نہ ہوں:۔

جماعت احمدیہ کے خلاف شرارتیں

غرض احراریوں نے نیا جنم لیتے ہی مسلمانوں میں فتنہ و فساد پیدا کرنا شروع کر دیا۔ اور اس غرض کے لئے جماعت احمدیہ کو آڑ بنا لیا۔ حالانکہ جماعت احمدیہ کا سوائے اس کے کوئی قصور نہیں۔ کہ وہ اپنے کشمیر کے مظلوم بھائیوں کی تکالیف و مصائب سے بے حد درد محسوس کر رہی اور حتی الامکان ان کی امداد کے لئے کوشاں ہے۔

ظاہر ہے۔ یہ کوئی ایسا جرم نہیں ہے۔ جس کی پاداش میں جماعت احمدیہ کے افراد کو کشتنی اور گردن زدنی قرار دیا جاتا۔ ان کو اور ان کے پیشوا کو ناپاک اور گندی گالیاں دی جاتیں۔ احمدیوں کے مکانوں پر سیاپا کیا جاتا۔ ان کی خواتین کو گالیاں دی جاتیں۔ ان کو مارا پیٹا جاتا انہیں بازاروں میں نکلنے سے روکا جاتا۔ ان پر پتھر برسائے جاتے۔ انہیں لہولہان کیا جاتا۔ لیکن احراریوں نے یہ سب کچھ کیا۔ کھلے بندوں کیا۔ اور اس پر فخر کیا۔ آخر یہ بھی ان کے لئے وجہ تسکین نہ ہوا۔

احراریوں مطالبہ

چنانچہ مجلس احرار کے مستقل پریذیڈنٹ مولوی حبیب الرحمٰن لدھانوی نے جیل کی چار دیواری میں بیٹھکر جو بیان مرتب کیا۔ اس میں اپنے ملزم ہونے کی حیثیت کو ایک لمحہ کے لئے فراموش کر کے گورنمنٹ سے مطالبہ کیا ہے۔

"اس پارٹی (جماعت احمدیہ) کو مردم شماری میں علیحدہ شمار کرے"

حکومت اس مطالبہ کو منظور کرے یا نہ کرے۔ یہ بالکل علیحدہ امر ہے اس وقت قابل غور اس شخص کی ذہنیت ہے۔ جو اپنے آپ کو مجلس احرار کا صدر قرار دیتا۔ اور مسلمانوں کے سیاسی اور ملکی حقوق کا سب سے بڑا محافظ ہونے کا دعوےٰ رکھتا ہے۔ اس کے نزدیک اس وقت مسلمانان ہند کی سب سے بڑی خدمت اور ان کے سیاسی حقوق کی محافظت کا سب سے مؤثر طریق یہ ہے کہ احمدیوں کو مردم شماری میں مسلمانوں سے الگ قرار دے دیا جائے۔ اور اس طرح مسلمانوں کی تعداد میں جو ہندوؤں کے مقابلہ میں پہلے ہی بہت کم ہے۔ اور کمی کر دی جائے۔ لیکن کیا کوئی عقل و دانش رکھنے والا انسان یہ خیال کر سکتا ہے۔ کہ اس طرح مسلمانوں کے حقوق محفوظ ہو جائیں گے۔ پھر جبکہ احمدیوں کو مسلمانوں سے الگ شمار کرنے کا مطالبہ اس لئے کیا جا رہا ہے۔ کہ ان کے بعض عقائد سے احراریوں کو اختلاف ہے۔ تو کیا وجہ ہے۔ کہ اسی بناء پر شیعہ سنیوں کو۔ سنی اہل حدیثوں کو اہل حدیث حنفیوں کو علیحدہ شمار کرانے اور اپنے سے الگ کر دینے کا مطالبہ پیش نہ کریں جبکہ ان میں ایک دوسرے کے خلاف کفر کے فتوے موجود ہیں۔ اور مذہبی لحاظ سے وہ ایک دوسرے کو مسلمان نہیں سمجھتے۔ اگر احمدیوں کی تعداد علیحدہ شمار ہونے سے مسلمانوں کو فائدہ پہنچ سکتا ہے۔ تو پھر ہر فرقہ کو علیحدہ علیحدہ کر دینے کا مطالبہ کرنا چاہیئے۔ مگر اس کا جو نتیجہ ہو سکتا ہے۔ وہ ظاہر ہے۔ اور ہر معمولی عقل و فکر کا انسان بآسانی اسے سمجھ سکتا ہے۔ لیکن افسوس کہ احراریوں کی عقل و فکر پر ایسے پتھر پڑ گئے ہیں۔ کہ وہ ایسی صاف اور واضح بات بھی سمجھنے کی اہلیت نہیں رکھتے۔

دُور اندیش مسلمان متوجہ ہوں

دراصل بات یہ ہے۔ کہ ان لوگوں کے مدنظر قوم کی فلاح و بہبودی نہیں۔ بلکہ ذاتی اغراض ہیں۔ اور وہ ان کے حصول کے لئے یہی مناسب سمجھتے ہیں۔ کہ مسلمانوں میں تفرقہ اور شقاق پیدا کرتے رہیں۔ اور جو کچھ ان کے ہاتھ آئے۔ اسے ہضم کرتے جائیں۔ لیکن سوال یہ ہے۔ کہ دُور اندیش مسلمان کب تک ان لوگوں کی ایسی حرکات سے اغماض کریں گے۔ اور کب تک ان کو مسلمانوں میں فتنہ انگیزی کی اجازت دیتے رہیں گے۔ کیا مسلمانوں کی موجودہ ذلت و نکبت۔ تفرقہ و انشقاق۔ بدنظمی اور پراگندگی ابھی اس حد تک نہیں پہنچی۔ کہ غفلت اور کوتاہی کی چادر کو اتار کر پھینک دیا جائے۔ پھر کیا ہندوؤں کی ایک ہونے اور ایک بن کر مقابلہ کرنے کی تیاریاں مسلمانوں کی آنکھیں کھولنے کے لئے کافی نہیں۔

خدارا ان حالات پر غور کیجئے۔ اور جو لوگ مسلمانوں کے مشترکہ و متحدہ مقاصد کے لئے اتحاد میں رخنہ اندازی کر رہے ہیں۔ ان کا قلع قمع کر کے ایسی فضا پیدا کر دیجئے۔ کہ مسلمان ہر مخالف طاقت کے مقابلہ میں ایسے متحد و متفق نظر آئیں۔ کہ کوئی چیز ان میں رخنہ نہ پیدا کر سکے۔ جس وقت یہ حالت پیدا ہو جائے گی۔ اس وقت مسلمان باوجود قلیل ہونے کے ہر موقعہ پر غالب رہیں گے۔ اور کسی کو ان کے حقوق غصب کرنے کی جرأت نہیں ہو سکے گی۔

احمدیت کے مخالفین کو کیا حاصل ہُوا

مولوی حبیب الرحمٰن لدھانوی کے جس بیان کا اُوپر حوالہ دیا گیا ہے اس میں انہوں نے بڑے فخر کے ساتھ یہ بھی کہا ہے۔ کہ

"جس وقت مرزا غلام احمد قادیانی نے نبوّت کا دعوےٰ کیا سب سے پہلے اس کی اسلام دشمنی اور خارج از اسلام ہونے پر میرے ہی بزرگوں نے دستخط کئے۔ ہندوستان کے تمام علماء قادیانی عقائد کے خلاف نفرت پھیلانا اپنا مذہبی فریضہ خیال کرتے ہیں۔ میں نے ہمیشہ قادیانی عقائد کے خلاف نفرت پھیلائی۔ اور جب تک زندہ رہا۔ نفرت پھیلاتا رہوں گا۔"

اس بارے میں ہم پوچھنا چاہتے ہیں۔ کہ مولوی صاحب نے اپنے جن بزرگوں کا ذکر کیا ہے۔ ان میں ان کے والد ماجد بھی شامل ہیں یا نہیں اگر شامل ہیں۔ تو وہ خود ان کی سعادت مندی کے متعلق جو فیصلہ دے چکے ہیں۔ وہ انہیں تسلیم ہے۔ یا نہیں۔ اگر نہیں۔ تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خلاف ان کے بزرگوں کے فتوئی کو سعید الفطرت لوگوں کے نزدیک کیا وقعت حاصل ہو سکتی ہے۔ چنانچہ وہ دیکھ رہے ہیں۔ اور جب تک زندہ ہیں دیکھتے رہیں گے۔ کہ ابتداء سے لے کر اس وقت تک مخالفت کرنے کے باوجود ان کے بزرگوں کو معہ ان کے سخت ناکامی کا منہ دیکھنا پڑا ہے۔ جب ان کے بزرگوں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خارج از اسلام ہونے پر دستخط کئے تھے۔ اس وقت آپ اکیلے اور تن تنہا تھے۔ لیکن آج خدا کے فضل سے آپ کے نام پر جانیں دینے والے لاکھوں موجود ہیں۔ اور روز بروز ان میں اضافہ ہو رہا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اس روشن ترین کامیابی اور اپنی بدترین ناکامی کو دیکھ کر مولوی حبیب الرحمٰن کو عبرت حاصل کرنی چاہیئے۔ اور حق کی مخالفت سے باز آ جانا چاہیئے۔ ورنہ خدا تعالےٰ نے جس نے اس وقت تک مولوی حبیب الرحمٰن کے بزرگوں اور ان ہندوستان کے تمام علماء کو جو احمدیت کی مخالفت کرنا اپنا فریضہ سمجھتے ہیں۔ ناکام و نامراد رکھا وہ آئندہ بھی انہیں خائب و خاسر کر سکتا ہے۔ اور انشاء اللہ ضرور کریگا۔

ڈکٹیٹر مجلس احرار کے خلاف پوسٹر

غلام حیدر صاحب میونسپل کمشنر و رکن مجلس احرار سیالکوٹ نے جو احراری تحریک کے سلسلہ میں تین ماہ قید بھی کاٹ آئے ہیں۔ ایک پوسٹر شائع کیا ہے جس میں مجلس احرار سیالکوٹ کے ڈکٹیٹر احمد دین صاحب کے متعلق ناگفتہ بہ شکوک کا اظہار کرتے ہوئے مطالبہ کیا ہے کہ ان کو ڈکٹیٹر کے عہدہ سے برطرف کر دیا جائے۔ اور مجلس کے روپیہ کو محفوظ کیا جائے۔ ہم سے اس اشتہار کے شائع کرنے کی درخواست کی گئی ہے۔ مگر ہم اس کی اشاعت سے اس لئے معذور ہیں۔ کہ نامعلوم یہ سلسلہ کہاں تک چلے۔ اور قابو یافتہ احراریوں کے متعلق دُوسروں کو کیا کیا شائع کرنا پڑے۔ البتہ ہم عام مسلمانوں سے یہ کہدینا ضروری سمجھتے ہیں۔ کہ وہ دور اندیشی سے کام لیں اور احراریوں کے ہاتھوں میں پڑ کر اپنے اموال اور اوقات ضائع نہ کریں۔

غلط افواہیں مفرور ہندوؤں نے پھیلائیں

ہم نے اپنے ایک گزشتہ پرچہ میں لکھا تھا۔ کہ علاقہ میرپور وغیرہ کے متعلق غلط افواہیں پھیلا کر ہندوؤں میں سراسیمگی پیدا کرنے کے ذمہ دار خود ہندو ہیں۔ جنہوں نے اخبارات میں بالکل غلط اور بے بنیاد الزامات مسلمانوں پر لگائے۔ اب اس کی تصدیق ایسوسی ایٹڈ پریس کے ایک بیان سے بھی ہوتی ہے جس میں لکھا ہے۔ کہ

"جو لوگ فساد زدہ علاقہ سے بھاگ آئے تھے۔ اب وہ اپنے رشتہ داروں کی خیر و عافیت دریافت کرتے ہیں۔ جو پیچھے رہ گئے۔ اس علاقہ کے فوجی افسروں کو معلوم ہوا ہے۔ کہ یہ لوگ بالکل خیر و عافیت سے ہیں۔ جو ہندو فساد زدہ علاقہ سے آغاز ہی میں بھاگ آئے ہیں۔ وہی گمراہ کن خبریں پھیلانے کے ذمہ دار ہیں۔ یہ لوگ اپنے گھروں میں قیمتی مال چھوڑ گئے۔ اس حالت میں لازمی تھا کہ خالی مکانوں میں مال و دولت کی لالچ ڈاکوؤں کو اپنی طرف متوجہ کرے۔"

اس بیان سے ظاہر ہے۔ کہ ہندوؤں نے مسلمانوں کے خلاف قتل و غارت اور لوٹ مار کے جو الزامات لگائے۔ وہ بالکل بے بنیاد تھے۔ اور ان کی وجہ سے عام طور پر تشویش پھیل گئی۔ علاوہ ازیں یہ بھی ثابت ہے۔ کہ جہاں لوٹ مار کا واقعہ ہوا۔ وہاں عام مسلمانوں نے نہیں۔ بلکہ ڈاکوؤں نے اس کا ارتکاب کیا۔ اور یہ ہر مذہب کے لوگ ہو سکتے ہیں۔ اگر ان میں مسلمان کہلانے والے بھی تھے۔ تو مسلمان [illegible]

160

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خطبہ جمعہ

وہ امید جو اسلام پیدا کرنا چاہتا ہے اور جس سے ہر قوم ترقی کرسکتی ہے

از حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

فرمودہ ۲۶ فروری ۱۹۳۲ء

سورۂ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا۔

دنیا میں مختلف انسان اپنے لئے

مختلف تدابیر

تجویز کرتے ہیں۔ اور یہ خیال کرتے ہیں۔ کہ ان تدابیر کے ذریعہ وہ کامیاب وبامراد ہو جائیں گے۔ یہ تدابیر اچھی بھی ہوتی ہیں۔ اور بری بھی۔ جائز بھی ہوتی ہیں۔ اور ناجائز بھی۔ بنی نوع انسان کی ہمدردی اور محبت پر بھی مبنی ہوتی ہیں۔ اور ان کی تکلیف تحقیر اور تذلیل پر بھی۔ کوئی شخص دنیا میں ترقی کرنا چاہتا ہے۔ اس طرح کہ وہ ترقی کرجائے۔ خواہ ساری دنیا تباہ اور برباد ہو جائے۔ اور کوئی شخص دنیا میں ترقی کرنا چاہتا ہے۔ اس [illegible] کہ وہ

دنیا میں ترقی

کرجائے۔ اور نہ صرف یہ کہ اسے اس امر کی پرواہ نہیں ہوتی۔ کہ باقی دنیا تباہ وبرباد ہو۔ بلکہ وہ اپنی ترقی کے لئے اس کی بربادی کی کوشش کرتا ہے گویا ایک انسان تو ایسا ہوتا ہے جو دوسروں کی بربادی ایسے وقت میں چاہتا ہے جب وہ سمجھتا ہے۔ کہ اب بغیر ان کی بربادی کے میں ترقی نہیں کرسکتا لیکن دوسرا انسان ایسا ہوتا ہے جو خیال کرتا ہے۔ کہ جب تک میں دوسروں کو تباہ نہ کرلوں میں ترقی کر ہی نہیں سکتا۔ اس کی ساری کوشش اور اس کی ساری سعی اس بات کے لئے صرف ہو جاتی ہے۔ کہ وہ دوسرں کو تباہ اور برباد کرے گویا وہ یہ خیال کرلیتا ہے کہ دنیا اتنی تنگ واقع ہوئی ہے۔ کہ میں دوسروں کو تباہ کئے بغیر ترقی کر ہی نہیں سکتا۔

پھر

کچھ اور لوگ

ہوتے ہیں۔ جو دنیا کی تباہی وبربادی تو نہیں چاہتے لیکن باقی دنیا کیساتھ ان کو کوئی وابستگی بھی نہیں ہوتی۔ اگر دنیا کی تباہی کے ساتھ ان کی ترقی وابستہ ہو۔ تو ممکن ہے۔ وہ اپنے قدم کو ڈھیلا کردیں۔ ممکن ہے۔ وہ دوسروں کی تباہی کے خیال سے اپنی ترقی کی کوششوں کو کم کردیں۔ مگر ان میں ایسی خالص ہمدردی نہیں ہوتی۔ کہ وہ دوسروں کو فائدہ پہنچا سکیں۔

پھر

کچھ ایسے لوگ

ہوتے ہیں۔ جو علاوہ اپنی ترقی کے دوسروں کی ترقیات کو بھی مدنظر رکھتے ہیں۔ اور جہاں وہ اپنی ترقیات کے لئے کوشش کرتے ہیں۔ اگر انہیں موقعہ میسر آجائے۔ تو وہ دوسروں کے لئے ترقیات کی کوشش کرنے سے بھی دریغ نہیں کرتے۔

پھر کچھ ایسے لوگ ہوتے ہیں۔ جو نہ صرف خود ترقی کرتے ہیں۔ بلکہ ان کی تمام زندگی اس غرض کے لئے وقف ہوتی ہے۔ کہ وہ

دوسروں کو فائدہ پہنچائیں

اور وہ عمر بھر اسی کام میں لگے رہتے ہیں۔

پھر کچھ اور لوگ ہوتے ہیں۔ جو ان سے بھی بڑھ کر ہوتے ہیں اور وہ ایسے ہوتے ہیں۔ کہ بسا اوقات

اپنا نقصان

برداشت کرلیتے ہیں۔ مگر ان کی خواہش یہ ہوتی ہے۔ کہ دوسروں کو فائدہ پہنچ جائے۔

پھر کچھ لوگ ایسے بھی ہوتے ہیں جو

اپنی ترقی

کو بالکل بھول جاتے ہیں۔ اور ان کی زندگی کی ہر حرکت اور سکون اور ان کا ہر کام دوسروں کو فائدہ پہنچانے کے لئے ہوتا ہے۔ ان کے مدنظر اپنی ترقی نہیں ہوتی۔ بلکہ ان کا مقصود صرف یہ ہوتا ہے۔ کہ کسی طرح بنی نوع انسان ترقی کرجائے۔

وہ پہلی جماعت جسکو اپنی ترقی بھی اتنی مدنظر نہیں ہوتی جتنی دوسروں کی تباہی وبربادی ہوتی ہے۔ وہ

شیطانوں کی جماعت

ہوتی ہے۔ اور وہ آخری جماعت جسے اپنی ذات بالکل بھول جاتی ہے۔ اور جس کے مدنظر محض لوگوں کی فلاح اور بہبود ہوتی ہے

انبیاء کی جماعت

ہوتی ہے۔ ان

دونوں کے درمیان

ایک وسیع طبقہ ہے۔ مومنوں کا بھی اور کافروں اور منافقوں کا بھی۔ کسی کے اندر بدی زیادہ ہوتی ہے۔ اور کسی کے اندر نیکی۔ اور یہ تمام اقسام کے لوگ گزشتہ زمانوں سے اس وقت تک چلے آتے ہیں۔ اور انہی مختلف لوگوں کی وجہ سے دنیا کبھی خوبصورت نظر آتی ہے۔ اور کبھی بدصورت جب کبھی دنیا میں شیطانی تحریکوں کا زور ہوتا ہے۔ وہ

نہایت بھیانک شکل

اختیار کرلیتی ہے۔ اور لوگ خیال کرتے ہیں۔ کہ یہ دنیا رہنے کے قابل نہیں ہے۔ اور جب کبھی رحمانی تحریکوں کا زور ہوتا ہے۔ لوگ خیال کرتے ہیں۔ کہ یہ

دنیا نہایت اچھی جگہ ہے

اور وہ خیال کرتے ہیں۔ کہ گویا کبھی اس پر تاریکی کا زمانہ نہیں آتا۔ یہ لوگ چونکہ خود اچھے ہوتے ہیں۔ اس لئے انہیں دنیا بھی اچھی نظر آتی ہے۔ اور پہلے لوگ چونکہ خود برے ہوتے ہیں۔ اس لئے انہیں دنیا بھی بری نظر آتی ہے جب اچھوں سے واسطہ پڑتا ہے۔ تو لوگ خیال کرتے ہیں۔ کہ دنیا بڑی اچھی چیز ہے اور جب بروں سے واسطہ پڑتا ہے۔ تو خیال کرتے ہیں کہ دنیا نہایت بری چیز ہے۔ ان تقسیموں کے علاوہ

کچھ اور تقسیمیں

بھی ہیں۔ بعض لوگ ایسے ہوتے ہیں۔ کہ وہ اچھوں میں رہ کر یہ محسوس کرتے ہیں۔ کہ وہ بروں میں ہیں۔ اور بعض بروں میں رہ کر یہ محسوس کرتے ہیں۔ کہ وہ اچھوں میں ہیں کیونکہ بعض انسان اپنی فطرت سے بعض اپنی طبیعت سے بعض اپنی عادت سے اور بعض اپنی بیماریوں کی وجہ سے اچھی چیز کو برا سمجھتے ہیں۔ اور کئی ایسے ہوتے ہیں۔ جن کی پیدائش ہی ایسی ہوتی ہے کہ وہ ہر چیز میں

نیکی ہی نیکی

دیکھتے ہیں۔ اور یہ انبیاء کا گروہ ہوتا ہے جسے اللہ تعالیٰ پیدائش سے بھی پہلے اپنی حفاظت میں لے لیتا ہے۔ اس سے نیچے اتر کر بعض لوگ ایسے ہوتے ہیں۔ کہ وہ اپنی پیدائش کی وجہ سے تو نہیں لیکن

اپنی طبیعت کے لحاظ سے

ایسے واقع ہوتے ہیں۔ کہ وہ ہر چیز میں نیکی دیکھتے ہیں۔ کیونکہ ان کا ماحول ایسا ہوتا ہے۔ کہ ان پر دوسری چیزوں کا ہمیشہ نیک اثر پڑتا ہے۔ پھر کچھ لوگ ایسے ہوتے ہیں جنہوں نے

اپنی عادت

ایسی بنالی ہوتی ہے۔ کہ وہ نیکی ہی نیکی دیکھیں۔ ان کی طبیعت ایسی نہیں ہوتی۔ لیکن انہوں نے کوشش کر کے اپنے آپ کو ایسا بنا لیا ہوتا ہے کہ وہ جس چیز کو دیکھیں۔ اس کا نیک پہلو ان کے سامنے نمایاں ہو جائے پھر کچھ لوگ ایسے ہوتے ہیں۔ کہ انہیں اپنی عادت کی وجہ سے تو ایسا نظر نہیں آتا۔ لیکن انہیں

ایسے سامان

میسر آجاتے ہیں۔ کہ وہ ہر چیز کو اچھا دیکھتے ہیں۔ اس کے مقابلہ میں کچھ لوگ ایسے ہوتے ہیں۔ کہ وہ اپنی فطرت کی وجہ سے ہر چیز کو بُرا سمجھتے ہیں کچھ اپنی طبیعت کی وجہ سے ہر چیز کو برا سمجھتے ہیں۔ یعنی ان کا ماحول ایسا ہوتا ہے۔ کہ ہمیشہ برا پہلو ان کی آنکھوں کے سامنے آتا ہے۔ پھر کچھ لوگ ایسی عادت ڈال لیتے ہیں۔ کہ وہ ہر چیز میں برائی دیکھیں۔ اور کچھ بیماریوں کی وجہ سے ایسے چڑچڑے ہو جاتے ہیں۔ کہ انہیں ہر چیز بری ہی نظر آتی ہے۔

ایک ہی جگہ پر بیٹھنے والوں ایک ہی قسم کا کام کرنے والوں اور ایک ہی مقصد رکھنے والوں کو دیکھ لو۔ ان میں

نمایاں فرق

نظر آئیگا۔ ریل کے کسی کمرہ میں داخل ہو جاؤ۔ تمہیں نظر آئیگا۔ کہ ایک شخص کے چہرہ پر تو مسکراہٹ نمودار ہوگی۔ اور وہ نہایت بشاشت کے ساتھ کہیگا۔ کہ آیئے تشریف لایئے۔ بہت جگہ ہے۔ مگر دوسرا شخص گھبرایا ہوا نظر آئیگا۔ اور وہ آنے والے کو یوں سمجھیگا۔ کہ گویا اس پر ایک آفت اور مصیبت آگئی۔ وہ بے اختیار ہو کر چلائیگا۔ کہ ساری دنیا اسی کمرہ میں آگھسی ہے۔ ارے میاں کوئی اور بھی کمرہ ہے یا بس یہی کمرہ رہ گیا۔ یہ دونوں شخص ایک ہی جیسے ماحول میں سے گزر رہے ہوتے ہیں۔ مگر ایک کو دیکھ کر یوں معلوم ہوتا ہے۔ کہ گویا

باؤلا کتا

ہمیں کاٹنے لگا ہے۔ اور دوسرے شخص کو دیکھ کر یوں معلوم ہوتا ہے۔ کہ وہ گویا

پرانا دوست

ہے۔ جو ہم سے ملا ہے۔ یہ اختلاف طبائع جو ہمیں دنیا میں نظر آتا ہے۔ اس کو دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ بہت سے انسانی اندازے ایسے ہوتے ہیں کہ اگر ہم صرف انہیں پر انحصار رکھیں۔ تو ہمیں کامیابی حاصل نہیں ہو سکتی اگر ہر جگہ ہمارا اندازہ صحیح ہو۔ تو ہمیں یہ تفاوت نظر نہ آئے۔ جو دنیا میں نظر آتا ہے۔ ایک شخص کو ہم دیکھتے ہیں۔ کہ وہ کہتا ہے۔ میں مر گیا۔ دنیا خراب ہو گئی۔ مجھ پر مصیبتیں ہی مصیبتیں آرہی ہیں۔ مگر اسی جگہ ہم ایک دوسرے شخص کو دیکھتے ہیں۔ جو اسی جیسے حالات میں سے گزرتے ہوئے کہتا ہے کہ بڑا آرام ہے۔ آسائش ہی آسائش ہے۔ تو یہ اختلاف جو ہم کو نظر آتا ہے۔ بتاتا ہے کہ انسان

اپنی نسبت غلط اندازے

لگا لیا کرتا ہے۔ بسا اوقات ایسا ہوتا ہے۔ کہ ہم سمجھتے ہیں۔ ہم سخت مصیبت اور دکھ میں مبتلا ہیں۔ حالانکہ درحقیقت ہم مصیبت اور دکھ میں مبتلا نہیں ہوتے اور بسا اوقات ایسا ہوتا ہے۔ کہ ہم سمجھتے ہیں۔ ہم آرام اور راحت میں ہیں حالانکہ ہم آرام اور راحت میں نہیں ہوتے پھر بسا اوقات ہم سمجھتے ہیں ہم جہنم میں پڑے ہیں حالانکہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے لئے ہر قسم کی راحت کے سامان مہیا کئے ہوتے ہیں۔ اور بسا اوقات ہم سمجھتے ہیں۔ ہم جنت میں ہیں۔ حالانکہ ہم دوزخ میں گرے ہوتے ہیں۔ پس اپنے اندازوں سے بہت ہوشیار رہنا چاہیئے کیونکہ

انسانی اندازے

بہت دفعہ غلط ہو جاتے ہیں۔ میں دیکھتا ہوں۔ کہ بہت سے انسان کامیابی کے سامان حاصل ہو جانے کے باوجود محض اس لئے ناکام رہتے ہیں۔ کہ وہ اپنے حالات کا غلط اندازہ لگاتے ہیں۔ اور بہت سے ایسے انسان جنہیں کامیابی کے سامان حاصل نہیں ہوتے۔ صحیح اندازہ لگانے کی وجہ سے کامیاب ہو جاتے ہیں

قرآن مجید میں اللہ تعالےٰ نے مومن کو

ایک گر

بتایا ہے۔ اور وہ ایسا ہے۔ کہ باوجود بعض دفعہ غلط اندازہ لگانے کے انسان نقصانات سے محفوظ ہو جاتا ہے۔ میں نے لوگوں کی جو تقسیم بتائی ہے وہ اتنی وسیع ہے۔ کہ انسان بمشکل اسے اپنے زیر نظر رکھ سکتا ہے۔ خصوصاً جبکہ بہت دفعہ ایک انسان بعض مجبوریوں کے ماتحت

کسی نقص میں مبتلا

ہو جاتا ہے۔ مثلاً وہ شخص جس کے اندر چڑچڑا پن پیدا ہو گیا ہے۔ اور وہ اپنے ارد گرد مایوسی ہی مایوسی دیکھتا ہے۔ ایسا آدمی مجبور ہے۔ کہ غمگین رہے۔ اور کبھی بشاشت و مسرت اپنے اندر نہ پائے۔ کیونکہ وہ جان کر مایوس نہیں بنتا بلکہ بیماریوں نے اسے ایسا کمزور اور اس کے جسم کو اس طرح کھوکھلا کر دیا ہے کہ اس کے اندر چڑچڑا پن پیدا ہو گیا ہے۔ ایسے شخص کا بظاہر کیا قصور ہے۔ اگر وہ ہر چیز میں تاریکی ہی تاریکی دیکھے۔ اور مایوسی اور غم کا شکار ہو جائے۔ وہ کوشش کرتا ہے۔ کہ مایوسی اس سے دور ہو جائے۔ لیکن چونکہ بیماریوں نے اس کے جسم کو نڈھال کر دیا ہوتا ہے۔ اس لئے وہ اپنی کوشش میں کامیاب نہیں ہو سکتا۔ یہ اور ایسی ہی دیگر مجبوریوں کو دیکھتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ایک گر بیان فرمایا ہے۔ اور وہ ایسا گر ہے۔ کہ اگر کوئی شخص اسے مدنظر رکھے۔ تو وہ تمام ایسے مضرات سے محفوظ رہ کر صحیح طور پر اپنے اندر نیک خصائل پیدا کر سکتا ہے۔

وہ گر کیا ہے؟

وہ یہی ہے۔ جو سورۂ فاتحہ سے شروع کیا گیا ہے۔ یعنی الحمد للہ اس میں بتایا۔ کہ انسان کو چاہیئے۔ وہ ہمیشہ یہ یقین رکھے۔ اور خوش ہو۔ کہ اس کو خدا نے پیدا کیا ہے۔ اس خدا نے پیدا کیا ہے۔ جو کہ رب العالمین ہے۔ اور اس لئے پیدا کیا ہے تاکہ وہ اسے ترقی دیکر اونچے مرتبہ پر پہنچائے۔ رب العالمین کہکر اللہ تعالےٰ نے اس حقیقت پر روشنی ڈالی ہے۔ کہ وہ خدا کسی ایک طبقہ یا جماعت کا خدا نہیں۔ بلکہ

تمام قوموں اور ساری جماعتوں کا رب

ہے۔ کیونکہ جب کسی شخص کے دل میں یہ خیال پیدا ہو جاتا ہے۔ کہ خدا کسی خاص قوم کا ہے۔ تو اس وقت لازماً اس کے دل میں یہ خیال بھی پیدا ہو سکتا ہے۔ کہ خدا کسی خاص فرد کا بھی خدا ہے۔ اگر خدا عیسائیوں کا ہے۔ اور یہودیوں کا نہیں۔ یا مسلمانوں کا ہے۔ اور ہندوؤں کا نہیں۔ یا اگر وہ ان قوموں کے ساتھ اپنے عام سلوک میں فرق کرتا ہے۔ تو پھر انسانوں میں بھی وہ فرق کر سکتا ہے۔ تب بالکل ممکن ہے۔ خدا زید کا ہو۔ مگر بکر کا نہ ہو۔ یا میرا ہو۔ مگر غیر کا نہ ہو۔ اور اگر خدا میرا ہی ہے۔ اور دوسرے کا نہیں یا تو دوسرے کے لئے

مایوسی ہی مایوسی

ہے۔ اور وہ کسی وقت خوش نہیں ہو سکتا۔ اور نہ اپنی ہمت بلند کر سکتا ہے۔ کیونکہ وہ کہیگا۔ میرا تو خدا نہیں۔ بلکہ فلاں کا ہے۔ پس قرآن مجید نے رب العالمین کہکر اس

مایوسی کے دروازے کو

بند کر دیا۔ کیونکہ مایوسی کے مٹانے کا یہ طریق ہے۔ کہ انسان ہمیشہ اس بات پر یقین رکھے۔ کہ خدا

رب العالمین

ہے۔ وہ ہندوؤں کا بھی خدا ہے۔ اور عیسائیوں کا بھی مسلمانوں کا بھی اور غیر مسلموں کا بھی۔ گوروں کا بھی۔ اور کالوں کا بھی۔ مشرق والوں کا بھی اور مغرب والوں کا بھی۔ وہ رب العالمین خدا ہے۔ اس کی

ربوبیت کی نسبت

تمام جہان والوں کی طرف ہے۔ اور وہ تمام بنی نوع انسان کا خدا ہے۔

پس رب العالمین کہکر مایوسی کے ایک دروازہ کو بند کر دیا۔ پھر

مایوسی کا دوسرا رستہ

یہ ہوتا ہے۔ کہ انسان خیال کرے۔ کہ گو خدا سارے لوگوں اور تمام زمانوں کا خدا ہے۔ لیکن کیا اس کا یہ منشا ہے۔ کہ وہ ہمیں ترقی دے یا کیا اللہ تعالیٰ میں یہ طاقت ہے۔ کہ وہ ہمارے لئے ترقیات کے سامان مہیا فرمائے ہم خدا کو مانتے ہیں۔ مگر سوال یہ ہے۔ کہ کیا خدا میں ایسی طاقتیں ہیں کہ وہ بنی نوع انسان کی مایوسی اور تاریکی کو مٹا کر انکی ترقیات کے لئے نئے سے نئے سامان پیدا فرماتا ہے اس کا جواب بھی اللہ تعالیٰ نے رب العالمین کے الفاظ میں ہی دیدیا۔ کیونکہ

رب کے معنی

ہیں ایسی ہستی جو ادنیٰ حالت سے ترقی دیتے دیتے انسان کو انتہائی کمال تک پہنچا دے۔ پس جب ہم اپنے خدا کو رب العالمین سمجھتے ہیں تو ہمارے لئے مایوسی کا دوسرا دروازہ بھی بند ہو جاتا ہے اور ہم یقین کر لیتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا منشاء ہے کہ وہ ہمیں ترقی دے کیونکہ وہ ایسی طاقتیں رکھتا ہے۔ کہ معمولی حالت سے انسانوں کو ترقی دیتے دیتے انہیں بلند ترین مقامات پر لے جاتا ہے۔ اگر ہم یقین کریں کہ خدا رب العالمین ہے تو خواہ اپنے حالات کے لحاظ سے ہمیں ارد گرد مایوسی ہی مایوسی دکھائی دے پھر بھی ہم اسے اپنا نقص تصور کریں گے۔ اللہ تعالیٰ کی نسبت ہمارا ہر وقت یہی ایمان ہوگا۔ کہ وہ ہماری مایوسی کو دور کر سکتا اور ہمیں تاریکیوں سے نکال سکتا ہے۔

ایک اندھا شخص

اپنی نابینائی کی وجہ سے سورج کو نہیں دیکھ سکتا مگر وہ یہ کہتا ہے کہ گو مجھے سورج نظر نہیں آتا مگر سورج ہے ضرور کیونکہ دوسروں کی شہادت اسے تسلی دے دیتی ہے۔ اور وہ کہتا ہے کہ گو مجھے اپنی ذات میں سورج کی روشنی نظر نہیں آتی مگر سورج سے انکار بھی نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ ساری دنیا کہتی ہے کہ سورج ہے اسی طرح وہ شخص جو رب العٰلمین خدا پر ایمان لاتا ہے اگر اسے اپنے ارد گرد مایوسی اور تاریکی ہی نظر آتی ہے۔ تب بھی وہ ہر لحہ اس

یقین اور آرزو سے پُر

ہوتا ہے کہ اس کا ایک خدا ہے جو اسے ترقی دے سکتا اور اس کی تمام کلفتوں کو دور فرما سکتا ہے اور وہ یہ یقین رکھتا ہے کہ اگر مجھے

اللہ تعالیٰ کی صفات

نظر نہیں آتیں تو اس کا یہ مطلب نہیں کہ اللہ تعالیٰ قدرتوں کا مالک نہیں بلکہ یہ مطلب ہے کہ میں نابینا ہوں۔ اس وجہ سے مجھے اس کا جلال اور اس کی قدرتیں دکھائی نہیں دیتیں۔ پس ایسا انسان کبھی مایوس نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ وہ اس کوشش میں لگا رہتا ہے کہ اسے بینائی حاصل ہو جائے۔ وہ مانتا ہے کہ ترقیات کے سامان ہیں مگر کہتا ہے مجھے نظر نہیں آتے تب وہ اس کوشش میں لگ جاتا ہے کہ اس کی آنکھیں روشن ہو جائیں۔ تا وہ بھی اللہ تعالیٰ کی قدرتوں کو دیکھ لے۔ لیکن جب انسان اس مقام پر پہنچ جاتا ہے۔ کہ اسے یقین ہو جاتا ہے کہ رب العالمین خدا ہے۔ تب بھی اس کے دل میں

ایک شبہ

باقی رہ جاتا ہے۔ اور وہ یہ۔ کہ مانا خدا انسانوں کو ترقی دینے کا ارادہ رکھتا ہے۔ اور مانا کہ اس خدا میں طاقت بھی ہے مگر کیا خدا نے اپنے اس ارادہ کو عمل میں بھی لانا شروع کیا ہے۔ ہم دنیا میں دیکھتے ہیں کہ بہت سے انسانوں میں ایک خوبی ہوتی ہے مگر ایک وقت ان کی خوبی کا ظہور نہیں ہوا ہوتا۔ اسی طرح یہ شبہ پیدا ہو سکتا ہے کہ بے شک خدا رب العالمین ہے مگر کیا اس کی

ربوبیت کا ظہور

بھی شروع ہو گیا ہے۔ اس شبہ کو الحمدللہ کا دروازہ بند کر دیتا ہے۔ کیونکہ الحمدللہ میں یہ بتایا گیا ہے کہ خدا کے احسان نازل ہونے شروع ہو گئے ہیں اور احسان بھی ایسے جو ہر قسم کے انعامات پر مشتمل ہیں۔ پس حمد کا جو لفظ رکھا گیا ہے اس نے اس شبہ کا بھی ازالہ کر دیا مگر چونکہ ایسا بھی ہو سکتا ہے کہ اگر ایک طرف فضل کے دروازے کھلے ہوں تو ساتھ ہی تباہی اور بربادی کے بھی دروازے کھلے ہوں۔ اس لئے حمد کے ساتھ ال کا لفظ لگا کر یہ بتا دیا کہ اس کے انعامات کے تمام دروازے کھلے ہیں اور تاریکی کے تمام دروازے بند ہیں۔

یہ وہ امید ہے

جسے اسلام ہر شخص کے دل میں پیدا کرنا چاہتا ہے۔ اور یہ وہ امید ہے جس کو لے کر ہر قوم دنیا میں ترقی کر سکتی ہے۔ وہ لوگ جو

دینی لحاظ سے

مایوس ہو جاتے ہیں اور خیال کرتے ہیں کہ ان کی روحانیت ترقی نہیں کر سکتی ان کی بھی الحمدللہ ڈھارس بندھاتی ہے اور وہ لوگ جو

دنیا کے کاموں میں

لگے ہوئے ہیں خواہ وہ سیاسی ہوں یا تمدنی۔ ان کو بھی الحمدللہ امید دلاتی ہے۔ مایوسی ان سے دور کرتی ہے اور انہیں یہ یقین دلاتی ہے کہ تمہاری منزل تمہارے قریب ہی ہے۔ پس

ہمارے لئے ترقی کا ایک ہی راستہ

ہے اور وہ یہ کہ ہم اپنے حالات میں ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی صفات کو مدنظر رکھیں اور یہ دیکھیں کہ ہمارا واسطہ اللہ تعالیٰ سے کس قسم کا ہے گو یہ وہ گر ہے جو اللہ تعالیٰ نے الحمدللہ کے الفاظ میں ہمیں بتایا اسی طرح فرماتا ہے۔ رحمتی وسعت کل شیئ میری رحمت تمام چیزوں پر حاوی ہے اور فرماتا ہے ماخلقت الجن والانس الا لیعبدون۔ میں نے جن وانس کو پیدا ہی اس لئے کیا ہے تا وہ میری عبادت کریں۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے

پیدائش انسانی کی غرض

بیان فرمائی ہے اور وہ یہ کہ انسان کو خدا ترقی دینا چاہتا ہے اور وہ خدا جو ترقی دینا چاہتا ہے۔ مایوسی کو کبھی پسند نہیں کر سکتا۔ یہی وجہ ہے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے لکل داءٍ دواءٌ الا الموت

سوائے موت کے

دنیا کی کوئی ایسی مرض نہیں جس کا خدا نے علاج پیدا نہ کیا۔ اور موت کا دروازہ اس لئے بند نہیں کیا کہ اگلے جہان کی ترقیات اس جہان میں انسان کو حاصل نہیں ہو سکتیں اور اگر ہو جائیں ایمان لانے کا فائدہ نہیں رہتا فرض کرو۔ اس وقت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دنیا میں موجود ہوتے اور ابوجہل بھی موجود ہوتا۔ اور لوگ دیکھتے کہ ابوجہل دوزخ میں جل رہا ہے اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جنت میں ہیں تو کفر و انکار کا امتیاز جاتا رہتا اور ہر شخص جو ابوجہل کو دوزخ میں جلتا دیکھتا کبھی رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے انکار کی جرأت نہ کرتا مگر اس طرح ایمان لانے کا اجر نہ رہتا۔ پس ایمان کے ساتھ

اخفاء کا پہلو

بھی ضروری ہوتا ہے۔ اگر کوئی شخص کہے کہ میں ایمان لاتا ہوں کہ سورج دنیا کو روشنی پہنچاتا ہے۔ تو یہ ایمان بیکار ہے کیونکہ سورج ہر شخص کو نظر آ سکتا ہے۔ پس سورج پر ایمان لانے کا کوئی فائدہ نہیں ہو سکتا۔ اسی طرح اگر رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جنت میں اور ابوجہل کو دوزخ میں دیکھ کر لوگ ایمان لاتے۔ تو ان کے ایمان لانے کا کوئی فائدہ نہ ہوتا اور وہ

روحانی ترقیات

سے محروم رہتے۔ پس چونکہ ایمان اپنے ساتھ بعض مخفی امور بھی رکھتا ہے۔ اور اگر اس جہان میں ان روکوں کو ہٹا کر سب کچھ سامنے رکھ دیا جاتا۔ تو ترقیات حاصل نہ ہو سکتیں اور

انسانی پیدائش کی غرض

باطل ہو جاتی اس لئے اللہ تعالیٰ نے موت کا دروازہ کھلا رکھا اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا لکل داءٍ دواءٌ الا الموت۔ ہر بیماری کی دوا ہے مگر موت کی نہیں۔ کیونکہ موت بیماری نہیں بلکہ

ترقیات کا زینہ

ہے پس جب دنیا میں اللہ تعالیٰ نے ہر مصیبت کا علاج رکھا ہے تو ضروری ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ سے کسی وقت بھی مایوس نہ ہوں کیونکہ جس وقت کوئی شخص مایوس ہو جاتا ہے۔ اس وقت وہ خدا سے دور اور شیطان کے قریب ہو جاتا ہے اور شیطان کے متعلق اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے۔ وہ ہلاکت کی طرف بلاتا ہے۔ اور اپنے متعلق فرماتا ہے کہ ہم مغفرت۔ اور رحمت کی طرف بلاتے ہیں۔ پس جہاں کسی کے دل میں مایوسی پیدا ہو۔ اسے سمجھ لینا چاہیئے کہ وہ

شیطان کے قریب

ہو رہا ہے اور جب کسی کے دل میں امید اور امنگ پیدا ہو۔ اسے سمجھ لینا چاہیئے کہ وہ

خدا کے قریب

ہو رہا ہے۔

مگر ایک بات ہے جس سے ہوشیار رہنا چاہیئے۔ اور وہ یہ کہ اگر دل میں امنگ پیدا ہو۔ اور اس کے ساتھ ہی بیفکری کا خیال پیدا ہو۔ تو یہ امنگ بھی شیطانی ہوگی۔ کیونکہ شیطان کا یہ بھی کام ہے۔ کہ وہ جھوٹے وعدے کر لوگوں کو غافل اور گمراہ کرتا ہے۔ لیکن جب امنگ پیدا ہو۔ اور اس کے ساتھ ہی کام کا جوش بھی پیدا ہو۔ اور جب امید ہو۔ تو ساتھ ہی اور زیادہ جوش سے کام کرنے کا خیال پیدا ہو۔ تو سمجھ لینا چاہیئے۔ وہ

امید اور امنگ

خدا کی طرف سے ہے۔ وہ قومیں جو یہ کہتی ہیں۔ کہ ہم آپ ہی آپ دنیا میں جیت جائینگی۔ انہیں سمجھ لینا چاہیئے۔ کہ وہ

شیطان کے قبضہ میں

ہیں۔ اور وہ قومیں جو یہ کہتی ہیں۔ کہ ہم محنت اور کام کرنے میں دوسروں سے پیچھے نہیں رہینگی۔ اور ہم زیادہ سے زیادہ کام کرتی چلی جائینگی انہیں سمجھ لینا چاہیئے۔ کہ وہ

خدا کے قبضہ میں ہیں

پس امیدیں بھی دو قسم کی ہوتی ہیں۔ ایک وہ امید جو شیطان کی طرف سے آتی ہے مگر اس کے ساتھ ہی یہ امید دلائی جاتی ہے کہ کام کرنے کی ضرورت نہیں۔ چنانچہ اسی امید کی دوسری صورت وہ توکل تھا۔ جو فیج اعوج میں مسلمانوں نے اختیار کیا۔ اور جس کی وجہ سے وہ ذلیل ہو گئے۔ مسلمانوں نے خیال تو یہ کیا۔ کہ ہم

اللہ تعالےٰ پر توکل

رکھتے ہیں۔ مگر اس کے ساتھ انہوں نے محنت کرنی چھوڑ دی۔ جس کا نتیجہ ہوا۔ کہ وہ برباد ہو گئے۔ یہ شیطانی امید تھی۔ دوسری امید وہ ہے۔ جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں صحابہ میں نظر آتی ہے۔ کہ باوجود توکل کا مقام اختیار کرنے کے وہ محنت و مشقت کے کاموں کے عادی تھے۔ اور پوری سعی اور کوشش کرتے تھے۔ ایک دفعہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکم دیا۔ کہ مردم شماری کی جائے۔ اور پتہ لگایا جائے۔ کہ مسلمان کسقدر ہیں۔ جب مردم شماری کی گئی۔ تو معلوم ہوا۔ کہ مسلمان سات سو ہیں۔ بعض صحابہؓ نے کہا۔ یا رسول اللہ یہ

مردم شماری

آپ نے کیوں کرائی۔ اور پھر کہنے لگے۔ کیا اب بھی ہم کو کوئی ہلاک کر سکتا ہے۔ اب تو ہم سات سو ہو گئے۔ یہ وہ امید تھی۔ جو صحابہؓ کے اندر نظر آتی ہے۔ مگر اس کے ساتھ ہی ان کے اندر اس قدر ہوشیاری بھی پائی جاتی تھی کہ ایک دفعہ رات کو معمولی سا شور ہوا۔ سارے صحابہؓ

ہتھیار بند ہو کر

باہر نکل آئے۔ اور بعض مسجد میں جمع ہو گئے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جب پتہ لگا۔ تو آپ نے فرمایا۔ وہی لوگ زیادہ ہوشیار تھے۔ جو مسجد میں جمع ہوئے۔ کیونکہ مسجد مسلمانوں کے جمع ہونے کی جگہ ہے۔

غرض معمولی سے شور پر تمام صحابہؓ اکٹھے ہو جاتے تھے۔ مگر آج یہ حالت ہے۔ کہ مسلمانوں پر

بڑی سے بڑی مصیبتیں

آتی ہیں۔ اور وہ ہاتھ تک ہلانا عار سمجھتے ہیں اور خیال کرتے ہیں۔ کہ آپ ہی آپ سب کچھ ہو جائے گا۔ یہ وہ امید ہے۔ جو قوموں کو تباہی کی طرف لے جاتی ہے۔

میں اپنی جماعت کے

دوستوں کو نصیحت

کرنا چاہتا ہوں۔ کہ انہیں ہمیشہ یہ امر یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ مسلمانوں کی تباہی کا سب سے بڑا سبب یہی ہے۔ کہ وہ جس کو امید کہتے ہیں۔ وہ ان کی سستی ہوتی ہے۔ اور جس کا نام توکل رکھتے ہیں۔ وہ ان کی بے عملی کا نشان ہے۔ آپ لوگوں کو ایسی محنت اور مشقت سے کام کرنا چاہیئے کہ وہ باقی لوگوں سے مقابلہ میں بہت بڑھ کر ہو۔ اگر دوسری قوموں کے لوگ پانچ گھنٹے کام کر کے خوش ہوتے ہیں۔ تو آپ لوگ سات گھنٹے کام کر کے خوش ہوں اور یہ یاد رکھیں۔ کہ وہ عمل جس کے ساتھ سستی چھا جاتی ہے۔ عمل نہیں۔ عمل وہی ہے۔ جس کے ساتھ بشاشت پیدا ہو۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ وَالنَّازِعَاتِ غَرْقًا وَّالنَّاشِطَاتِ نَشْطًا یعنی مومن کام کرتے ہیں۔ اور اس کے ساتھ ہی ان کے دلوں میں چستی اور امنگ بھی پیدا ہوتی ہے۔ وہ عمل کرتے ہیں۔ مگر اس کے بعد وہ سست نہیں ہو جاتے۔ بلکہ

بشاشتِ قلبی

کے ساتھ اور زیادہ کام کرنے پر آمادہ ہو جاتے ہیں۔

پس آپ لوگ اللہ تعالےٰ پر توکل کریں۔ مگر

محنت اور تدبیر

میں مخالفوں سے بڑھ کر رہیں۔ اگر دوسرے لوگ دس گھنٹے کام کرتے ہیں۔ تو آپ لوگوں کو بارہ گھنٹے کام کرنا چاہیئے۔ اور اگر دوسرے اپنی آدھی قوتوں کو استعمال میں لاتے ہیں۔ تو آپ لوگوں کو اپنی ساری قوتیں صرف کر دینی چاہئیں۔ اگر آپ لوگ یہ طریق اختیار کریں۔ تو پھر آپ کا حق ہے۔ کہ آپ توکل کریں۔ اور پھر

قلیل سے قلیل عرصہ میں

آپ دنیا پر غالب آ سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ کَمْ مِّنْ فِئَةٍ قَلِيْلَةٍ غَلَبَتْ فِئَةً كَثِيْرَةً ۔ کتنے ہی چھوٹے چھوٹے گروہ ہوتے ہیں۔ مگر بڑی بڑی جماعتوں پر غالب آ جاتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرمایا کرتے تھے۔ اگر مجھے

چالیس کامل مومن

مل جائیں۔ تو میں دنیا پر غالب آ جاؤں۔ اللہ تعالےٰ کا احسان ہے کہ آج اس نے لاکھوں ایسے اشخاص پیدا کر دیئے ہیں۔ جو آپ کی نہیں۔ بلکہ آپ کے خدام کی آواز پر اپنی جانیں قربان کرنے کے لئے تیار ہیں۔

پس

صحیح طریق پر

اپنی کوششوں سے کام لو۔ اور یقین رکھو۔ کہ دنیا کی بادشاہتیں بھی تمہارے ارادوں میں روک نہیں بن سکتیں۔ ہمیں اللہ تعالےٰ پر ایمان رکھنا چاہیئے مگر سستوں والا ایمان نہیں۔ کہ ہاتھ پاؤں توڑ کر بیٹھ رہے۔ اور امید باندھ لی۔ کہ اللہ تعالےٰ مدد کرے گا۔ بلکہ ان لوگوں کی طرح جو کام کرتے ہیں۔ اور پھر کہتے ہیں۔ کہ ہم نے کچھ نہیں کیا۔ وہ شخص جس نے کچھ کیا ہی نہیں۔ اس کا حق نہیں۔ کہ وہ خدا پر توکل کرے۔ بلکہ خدا پر توکل کرنے والا وہی ہے جو پہلے کام کرے۔ اور پھر اللہ تعالیٰ پر توکل کرے۔ اگر کوئی شخص ایسا کرے۔ تو صحیح الفاظ میں وہی سچا مومن اور وہی

سچا متوکل

ہے ؀

پس محنت سے کام کرو۔ اپنی ہمتوں کو بلند کرو۔ اور یقین رکھو۔ کہ اب دنیا کی نجات تم سے وابستہ ہے۔ یہ مت خیال کرو۔ کہ تمہیں فاقے آتے ہیں۔ یہ مت خیال کرو۔ کہ تم غریب ہو۔ بلکہ یاد رکھو۔ کہ آئندہ بادشاہ بھی تمہارے ذریعہ نجات پانے والے ہیں۔ پس ہوشیاری سے کام لو۔ اور اس یقین اور توکل کے ماتحت کام کرو۔ کہ

دنیا کی نجات

آپ لوگوں سے وابستہ ہے۔ اگر آپ لوگ ایسا کریں گے۔ تو اللہ تعالےٰ کے فرشتے خود اتر کر لوگوں کے دلوں میں تمہاری محبت پیدا کریں گے۔ وقت آ گیا ہے۔ کہ تمہیں ترقیات ملیں مگر ضرورت ہے۔ کہ آپ لوگ اپنی اصلاح کریں۔ اور صحیح معنوں میں اللہ تعالےٰ پر توکل اختیار کریں ؀

بمبئی سے ایک روزانہ اسلامی اخبار کا اجرا

ہمیں یہ معلوم کر کے بڑی خوشی ہوئی۔ کہ بمبئی سے ایک اسلامی روزانہ اخبار اصلاح کے نام سے مشہور اور تجربہ کار اخبار نویس جناب شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی کی ادارت میں اور جناب شیخ محمد شفیع صاحب لدہانوی کے زیر انتظام عنقریب شائع ہونے والا ہے۔ جو سیاسی، علمی، اور اخلاقی مضامین پر مشتمل اور تازہ خبروں کا مرقع ہوگا۔ مسلمانوں کے سیاسی اور ملکی حقوق کی حفاظت کرنا۔ اور مسلمانوں میں اتحاد و اتفاق کے ذریعہ قوت عمل پیدا کرنا اس کا اولین فرض ہوگا۔ امید ہے۔ کہ یہ پرچہ مسلمانانِ صوبہ بمبئی کے لئے خصوصاً بہت مفید ثابت ہوگا۔ اور دوسرے علاقوں کے مسلمانوں کے لئے نہایت قیمتی اور مفید تجارتی معلومات بھی بہم پہنچائے گا۔ قیمت فی پرچہ صرف دو پیسے ہوگی۔ خط و کتابت ذیل کے پتہ پر کی جائے ؀

احباب کو کوشش کرنی چاہیئے۔ کہ مختلف مقامات پر اس اخبار کی ایجنسیاں کھلوائیں ؀

مینجنگ ڈائرکٹر روزنامہ اصلاح، جیکب سرکل۔ بمبئی

تقرر عہدہ داران جماعت ہائے احمدیہ برائے سنہ ۱۹۳۲ء

میں نے جنوری میں اعلان کیا تھا۔ کہ سال حال کے لئے تمام جماعتیں نئے عہدہ داروں کا انتخاب کر کے مجھے ان کے اسماء سے جلد اطلاع دیں۔ تاکہ صیغہ جات متعلقہ سے منظوری لینے کے بعد ان کو شائع کر دیا جائے۔ اس اعلان کی تعمیل میں اس وقت تک بہت تھوڑی جماعتوں کی طرف سے مجھے نئے عہدہ داروں کی فہرستیں آئی ہیں۔ اور ان میں سے جن عہدہ داروں کی منظوری مجھے صیغہ جات متعلقہ سے مل چکی ہے۔ وہ بغرض اطلاع شائع کرتا ہوا مکرر اعلان کرتا ہوں۔ کہ باقی تمام جماعتیں بھی جلد سے جلد سال ۳۲ء کے لئے نئے عہدہ داروں کا انتخاب کر کے فہرستیں براہ راست نظارت اعلیٰ کے دفتر میں بغرض منظوری و اشاعت بھجوا دیں۔ اور کسی دفتر میں ایسی فہرستیں بھجوانے کی ضرورت نہیں۔ اگر کوئی جماعت اپنے عہدہ داروں کی فہرست براہ راست دفتر اخبار الفضل میں اشاعت کے لئے یا کسی اور دفتر میں بھیجے گی۔ تو خواہ مخواہ اس کی منظوری حاصل کرنے اور اشاعت میں دیر ہو گی۔ ناظر اعلیٰ ۲۷ فروری ۳۲ء

جماعت احمدیہ نوشہرہ ضلع پشاور

جنرل سکرٹری۔ شیخ احمد اللہ صاحب
سکرٹری وصایا ″ ″ ″
نائب جنرل سکرٹری بابو محمد عمر صاحب
آڈیٹر ″ ″ ″
سکرٹری تالیف و تصنیف مرزا غلام حیدر صاحب
سکرٹری امور خارجہ ″ ″ ″
امین ″ ″ ″
سکرٹری مال قریشی کریم بخش صاحب
سکرٹری تعلیم و تربیت ″ ″
سکرٹری ضیافت ″ ″
سکرٹری تبلیغ چوہدری فقیر محمد صاحب
لائبریرین ″ ″
سکرٹری امور عامہ چوہدری محمد امین صاحب
سکرٹری تجارت شیخ عبد الرحمٰن صاحب ہزاروی
محصل میاں اللہ دتا صاحب

ننگل باغباناں ضلع گورداسپور

پریزیڈنٹ۔ دین محمد صاحب

وائس پریزیڈنٹ جلال الدین صاحب
جنرل سکرٹری عبد العزیز صاحب
سکرٹری تعلیم و تربیت برکت علی صاحب

دار السلام (ایسٹ افریقہ)

پریزیڈنٹ مستری عبد الغنی صاحب
سکرٹری بابو فضل کریم صاحب نون
خزانچی بابو عبد الکریم صاحب بٹ
سکرٹری تبلیغ بابو عبد الرحمٰن صاحب

علاقہ بیٹ (مرکز بھینی پسوال) ضلع گورداسپور

پریزیڈنٹ چوہدری علی بخش صاحب بھینی پسوال
جنرل سکرٹری بابو عنایت محمد صاحب جاگو وال
سکرٹری امور عامہ چوہدری بدر الدین صاحب عالمہ
سکرٹری تبلیغ حکیم مولوی محمد الدین صاحب بھینی پسوال
سکرٹری تعلیم و تربیت چوہدری جان محمد صاحب بھینی میلواں
فنانشل سکرٹری۔ میاں محمد اسماعیل صاحب۔ حکیم نظام الدین صاحب

بہاول نگر (ریاست بہاولپور)

پریزیڈنٹ شیخ محمد نذیر صاحب فاروقی
سکرٹری ″ ″ ″

لنڈی کوتل (خیبر ایجنسی)

پریزیڈنٹ ڈاکٹر محمد ابراہیم صاحب
جنرل سکرٹری مولوی مسیح الدین صاحب سکول ماسٹر
فنانشل سکرٹری ″ ″ ″
سکرٹری تبلیغ مولوی محمد الطاف صاحب
سکرٹری تعلیم ″ ″
سکرٹری امور عامہ مرزا یوسف علی صاحب
سکرٹری امور خارجہ ″ ″
سکرٹری تجارت مرزا رجب علی صاحب

بھومال وڈالہ ضلع امرتسر

جنرل سکرٹری ماسٹر ابراہیم صاحب
سکرٹری وصایا چوہدری محمد عبد الحق صاحب
محاسب ″ ″ ″
سکرٹری تبلیغ ″ ″ ″

گوجرانوالہ

پریزیڈنٹ۔ شیخ بشیر احمد صاحب ایڈووکیٹ
سکرٹری امور خارجہ ″ ″ ″
جنرل سکرٹری چوہدری عبد القادر صاحب پلیڈر
سکرٹری تعلیم و تربیت قاضی فضل الٰہی صاحب
سکرٹری امور عامہ شیخ غلام قادر صاحب
سکرٹری تبلیغ مولوی عبد الرحمٰن صاحب
محاسب شیخ محمد شریف صاحب
محصل میاں کرم الٰہی صاحب
سکرٹری وصایا شیخ محمد حنیف صاحب

رنگون

پریزیڈنٹ۔ شیخ محمد سعید صاحب بی اے ایل ایل بی
جنرل سکرٹری اقبال محمد خان صاحب
سکرٹری تبلیغ سید محمد لطیف صاحب
محصل محمد حیات صاحب

چک ۹۹ شمالی ضلع سرگودہا

جنرل سکرٹری سلطان احمد صاحب
سکرٹری تبلیغ منشی ثناء اللہ صاحب
سکرٹری تعلیم و تربیت بشیر احمد صاحب گوندل

گجرات

جنرل سکرٹری ملک برکت علی صاحب
سکرٹری تبلیغ شیخ عبد الغفور صاحب
سکرٹری تعلیم و تربیت مولوی محمد رمضان صاحب
سکرٹری امور عامہ مرزا حاکم بیگ صاحب
محاسب میاں محمد الدین صاحب
محصل میاں احمد الدین صاحب
نقیب میاں ہاشم خان صاحب
لائبریرین شیخ عبد الشکور صاحب

نوٹ:۔ بابو محمد سلیم صاحب کے متعلق علم نہیں دیا گیا۔ کہ کس عہدہ پر مقرر کئے گئے ہیں۔ جماعت اطلاع دے۔

راولپنڈی

جنرل سکرٹری چوہدری عبد الرحمٰن صاحب
اسسٹنٹ سکرٹری مال شیخ محمد یٰسین صاحب
سکرٹری تعلیم و تربیت چوہدری نعم علی صاحب سب جج
سکرٹری ضیافت مرزا محمد صادق صاحب
سکرٹری مال قاضی محمد امین الحق صاحب
سکرٹری تبلیغ ایم اے ایاز صاحب بی اے
سکرٹری امور عامہ شیخ فیض قادر صاحب

حالات ریاست جموں و کشمیر

حکومت جموں توجہ کرے!

مرزا محمد حسین خان مسلمانان علاقہ راجوری کے بالعموم اور جرال راجپوتوں کے بالخصوص ہر دلعزیز لیڈر ہیں۔ اور راعی اور رعایا کے تعلقات خوشگوار بنانے میں ہمہ تن کوشاں رہتے ہیں۔ لیکن خالصہ بہادر دار۔ جو کہ اپنی دیرینہ عداوت کی وجہ سے قصبہ کے مہاجنوں اور ہندو ملٹری کے افسروں سے انہیں پھنسانے کی ناپاک سازش میں مصروف ہیں۔ آپ کی ہر طرف سے ناکہ بندی کر دی گئی ہے۔ تاکہ کہیں باہر جا کر قلعی کھول دیں آپ کو باغیوں کا راجہ مشہور کیا گیا ہے۔ اور ہر طرح سے بدنام کرنے کی کوششیں جاری ہیں ؛

جرال راجپوت حکومت کو متنبہ کرتے ہیں کہ اگر محض ہندو مہاجنوں کی اٹک ہٹ پر مرزا صاحب موصوف کی عزت پر ہاتھ ڈالا گیا۔ تو آئندہ رونما ہونے والی تمام پیچیدگیوں کی ذمہ دار حکومت ہوگی ؛ (نامہ نگار)

جموں کے ہندوؤں کی چال لیبا یا نزل

جموں۔ ۲۵ فروری۔ آج مسجد سید غلام حیدر شاہ سابق صدر ینگ مینز مسلم ایسوسی ایشن جموں میں بعد نماز فجر ایک نمازی مسمی سراج الدین ٹھیکیدار نے مسجد کی سیڑھیوں پر ایک لوہے کا سیف پڑا دیکھا۔ جس کے ساتھ ایک لکڑی کا تختہ کھڑا کیا گیا تھا۔ اس نے سید غلام حیدر شاہ صاحب امام مسجد کو مطلع کیا۔ سید صاحب نے اسی کے ذریعہ پولیس کو اطلاع دی۔ جو مسجد کے پاس ہی دن رات متعین رہتی ہے۔ پولیس سیف اٹھا کر تھانہ میں لے گئی۔ دریافت پر معلوم ہوا۔ کہ سیف مذکور مسمی نتھو شیر فروش کا ہے۔ جو گزشتہ رات اس کے مکان سے گم ہوا۔ اور پولیس اس کے متعلق گزشتہ رات سے ہی مصروف تفتیش ہے۔ پولیس کی مسجد کے قریب ہر وقت موجودگی کی حالت میں کافی دور سے اس قدر وزنی سیف کو مسجد کے احاطہ میں لا کر رکھ دینا خالی از دلچسپی نہیں۔ جو پولیس وہاں متعین ہے۔ تمام کی تمام ہندو ہے۔

واقعہ ۱۰ بجے سر شام ہی ہوتا ہے۔ اور دس بجے تک مسجد میں نمازیوں کی چہل پہل رہتی ہے۔ کوچہ و بازار میں کافی رات گئے تک آنے جانے والوں کا تانتا بندھا رہتا ہے۔ پولیس بھی مستقل طور پر متعین ہے ان باتوں کے باوجود چور وہ اڑھائی من وزنی آہنی صندوق ایک عام گزرگاہ میں سب کی نظر بچا کر رکھ آئے۔ عقل سلیم اسے کمینہ سازش کے بغیر نہیں رہ سکتی۔ جس مکان سے صندوق چوری ہوا۔ وہاں نہ قفل توڑا گیا۔ نہ نقب لگی۔ نتھو کا مکان ایک آباد محلہ میں واقعہ ہے۔ اور مسجد بھی شہر کے سب سے زیادہ آباد حصہ میں ہے۔ صندوق کھولنے پر اکیس ہزار یا کچھ زائد روپیہ برآمد ہوا ہے۔ اور ایک پائی کا نقصان نہیں ہوا۔ صندوق کو کوئی نقصان بھی نہیں پہنچا۔ کہیں رگڑ کا نشان تک نہیں۔ جس سے اسے کھولنے کی سعی ناکام کا شبہ کیا جا سکے۔ معاملہ یوں ہے۔ کہ مسجد محلہ چوگان فتو اور مسجد محلہ الف شاہ میں بم بازی کر کے ہندوؤں نے دیکھ لیا ہے۔ کہ مسلمان اپنے جذبات پر کس قدر قابو رکھتے ہیں۔ اب انہیں مشتعل کرنے کی غرض سے ایسی شرارتیں کی جا رہی ہیں۔ تاکہ پھر انہیں مصائب و تکالیف کا تختہ مشق بنایا جائے ؛ (نامہ نگار)

سردار اکرم خان وزیر وزارت میرپور کی واپسی

آخر جموں کے ہندوؤں کا پروپیگنڈا اور ویر بھارت اور ملاپ کی صدائے بے ہنگام رائیگاں نہ گئی۔ اور راجہ ہری کشن کول جاتے جاتے سردار اکرم خان وزیر وزارت میرپور کو جموں حاضر کرانے میں کامیاب ہوگئے۔ واضح رہے۔ کہ پرائم منسٹر مذکور کے پہلے حکم پر مسٹر سالسبری ڈپٹی کمشنر متعینہ میرپور نے سردار صاحب کو جموں بھیجنے سے انکار کر دیا تھا۔ آخر مسٹر سالسبری کو جموں بلا کر خدا جانے کیونکر مجبور کر کے سردار اکرم خان صاحب کی جبریہ رخصت پر رضامند کر لیا گیا۔ (نامہ نگار)

کول صاحب کی واپسی پر مسلمانان جموں کا اظہار مسرت

۲۴ فروری ینگ مینز مسلم ایسوسی ایشن جموں نے راجہ ہری کشن کول پرائم منسٹر کی وزارت کشمیر سے علیحدگی پر تمام مسلمانان جموں کی طرف سے اظہار خوشنودی کی ایک قرارداد منظوری کی ؛ (نامہ نگار)

کشمیر میں خالص راجپوتوں اور سکھوں کی نئی پلٹن

جموں ۲۷ فروری۔ راجہ کول کی عنایت سے جموں میں ایک نئی پلٹن کی بھرتی کے احکام صادر ہو چکے ہیں جس میں نصف راجپوت اور نصف سکھ ہوں گے۔ تین پلٹنیں اور ایک رسالہ (رگھو پرتاپ ۱ رگھونا تھ ۲ سورج گورکھا ۵ اور رسالہ) پہلے ہی خالص راجپوتوں اور گورکھوں کی پلٹنیں ہیں۔ ان کے مقابلے میں مسلمانوں کا عنصر بہت کم ہے۔ اب ایک اور پلٹن ایسی بنائی جا رہی ہے جس میں مسلمان نام کو نہ ہوگا۔ یہ ہے ۸۰ فیصدی رعایا کی فوجی نمائندگی کا حال۔ رہی پولیس۔ اس کی یہ حالت ہے۔ کہ تازہ بھرتی ہونے والی ایڈیشنل پولیس جموں میں کوئی ساڑھے تین سو پنجابی سکھ بھرتی کئے گئے ہیں۔ اور صرف ۵۰ کے قریب مسلمان۔ باقی خالص ہندو اور راجپوت اب شہر میں ہر طرف سکھ ہی سکھ پولیس مین نظر آ رہے ہیں۔ کیا یہ سازو سامان ان مسلمانوں کی آنکھیں کھولنے کے لئے کافی نہیں ہے۔ جو کشمیری مسلمانوں کے ساتھ انصاف ہونے کی توقع رکھتے ہیں ؛ (نامہ نگار)

کشمیر ہائی کورٹ کا عجیب فیصلہ

جموں ۲۷ فروری۔ موضع ڈگھور تحصیل سانبہ ضلع جموں کے تالاب پر گزشتہ دس سال سے ہندوؤں نے ناجائز تصرف کر کے مسلمانوں کو نہانے اور کپڑے دھونے سے محروم کر رکھا ہے۔ اس کے متعلق انہی دنوں سے ایک مقدمہ عدالت میں دائر ہے۔ پرسوں بتاریخ ۲۵ فروری کشمیر ہائیکورٹ کے ججوں نے وہ اپیل جو تین برس سے مسلمانوں کی طرف سے دائر تھی۔ خارج کر کے فیصلہ دیا۔ کہ مسلمانوں کا اور کوئی حق سوائے پانی بھرنے کے تسلیم نہیں کیا جا سکتا۔ حالانکہ دس برس پیشتر فریقین مساوی حقوق رکھتے تھے۔ اب معلوم ہوا ہے۔ کہ مقامی ہندو تالاب مذکور سے پانی بھرنے میں بھی مسلمانوں کے سد راہ بن رہے ہیں۔ مسلمانان موضع ڈگھور سوائے اس تالاب کے اور کوئی ذریعہ بہم رسانی آب نہیں رکھتے۔ ان حالات میں ان کی مشکلات کا بآسانی اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ (نامہ نگار)

آخر ہری کشن کول نے چارج دے ہی دیا؛

جموں ۲۸ فروری۔ آخر خدا خدا کر کے کل بعد دوپہر یہ خوشخبری سننے میں آ ہی گئی۔ کہ راجہ ہری کشن نے مسٹر کولون نے چارج لے لیا۔ کل شام سید غلام حیدر شاہ صاحب نے متذکرۃ الصدر واقعہ سے متاثر ہو کر اپنی مسجد میں خوب چراغاں کیا۔ معلوم ہوا ہے۔ کہ دفتر جانے سے پیشتر آپ نے ایک لاری پر اپنا سامان اور دو موٹروں پر اپنے عیال کو روانہ کیا۔ اور خود چارج دینے کے لئے مسٹر کولون کی خدمت میں حاضر ہو گئے۔ بتا گیا ہے۔ کہ رقوم زیر بحث کے متعلق تفصیلات مہیا نہ کر سکنے پر آپ نے تسلیم کیا۔ کہ متذکرہ رقوم کی جواب دہی کے لئے میں مہاراجہ بہادر کا باقی دار کہا جاؤں۔ آئندہ کے واسطے آپ چارج لے لیں۔ اسی تصفیہ پر چارج کا لین دین ہو گیا۔ اس وقت آپ اتنے بدحواس تھے۔ کہ مہاراجہ بہادر کو رخصتی سلام بھی نہ کر سکے۔ اور دفتر سے ہی لاہور کی طرف چلے گئے ؛

(نامہ نگار)

سٹی مجسٹریٹ جموں کا انصاف

جموں ۲۸ فروری۔ کل سٹی مجسٹریٹ کی عدالت میں مونسپل کمیٹی جموں نے مسمی خدا بخش قصاب کے خلاف بہ الزام عدم حصول لائسنس چالان پیش کیا۔ قصاب مذکور نے بیان کیا۔ کہ میں عرصہ سے کام ہی نہیں کرتا۔ لائسنس کس بابت کا لوں۔ میونسپل کمیٹی کے ہندو سیکرٹری نے جواب دیا۔ کہ چونکہ تم پہلے سے کام کرتے تھے۔ اس لئے یہ عذر کہ اب عرصہ سے نہیں کرتے قابل سماعت نہیں ہو سکتا۔ سیکرٹری میونسپلٹی نے کہا۔ آخر تم قصاب تو ہو۔ خدا بخش نے عرض کی۔ کہ قصاب ہونے سے تو منکر نہیں ہو سکتا۔ اگرچہ بوجہ ضعیفی کام نہیں کر سکتا۔

رجسٹرڈ بہلی بھیت کیوں مشہور ہے رجسٹرڈ

اس لئے کہ وہاں سے بلب اینڈ سنز بہلی بھیت کی مشہور دوا بہرپن کی "روغن کرامات" دنیا میں پہنچتی ہے۔ ہزارہا ڈاکٹر اور انگریز جس کی قدر کرتے ہیں۔

بلب اینڈ سنز بہلی بھیت کا ایجاد کردہ روغن کرامات

بیسٹ بہرپن کان بہنے اور طرح طرح کی آوازیں ہونے اور کان کی ہر ایک چھوٹی سے چھوٹی اور بڑی سے بڑی بیماری کی ایک خاص مفت دوا ہے۔ قیمت فی شیشی عہ

جن صاحبان کو اعتبار نہ ہو وہ خود یہاں تشریف لا کر علاج کرا سکتے ہیں۔ دھوکہ دینے والے مکار ٹھگوں اور جعلساز۔ نقالوں سے بچنا آپ کا فرض ہے۔ ہمارا پتہ یہ ہے

کان کی دوا بلب اینڈ سنز پیلی بھیت یو۔پی

نئی ایجاد

ایک نہایت مجرب دوائی اکسیر تسہیل ولادت مستورات کیلئے خدا تعالیٰ کی نعمتوں میں سے ایک نعمت ہے بلا تامل منگوا کر اور اس کے خداداد اثر کا تجربہ کرو۔ کہ کس طرح ولادت کی نازک اور مشکل گھڑیاں بفضل خدا آسان ہو جاتی ہیں۔ قیمت معہ محصولڈاک ۱۲/ ملنے کا پتہ

مینجر شفاخانہ دلپذیر سلانوالی ضلع سرگودہا

بخار کی چٹکی

اس امریکن دوا کی تین چٹکی گرم پانی میں ملا کر پندرہ پندرہ منٹ کے بعد دینے سے ہر قسم کا بخار۔ زکام۔ پسلی نمونیہ پلیگ۔ موتی۔ جھرہ چیچک۔ پتے ہرے دست آنا۔ لو اور گرمی کا اثر دفع ہو جاتا ہے۔ مقوی ہے ٹانک کا کام دیتی ہے۔ آزمائش شرط ہے۔ پتہ

ڈاکٹر محمد حسن احمدی۔ ایم۔ ڈی۔ ایچ۔ ایس

بیری اکبر پور ضلع کانپور

حضرت مسیح موعودؑ کے خاندان مبارک میں تو موتی سرمہ ہی مقبول ہے

لہذا آپ کو بھی یہ بہترین موتی سرمہ ہی استعمال کرنا چاہئے

حضرت میاں بشیر احمد صاحب ایم۔ اے تحریر فرماتے ہیں۔ کہ میں اس بات کے اظہار میں خوشی محسوس کرتا ہوں کہ میں نے آپ کے موتی سرمہ کو استعمال کر کے اسے بہت مفید پایا۔ گذشتہ دنوں مجھے یہ تکلیف ہو گئی تھی۔ کہ زیادہ مطالعہ کے بعد آنکھوں میں درد ہونے لگ گیا تھا۔ اور دماغ میں بوجھ رہنے کے علاوہ آنکھوں میں کچھ سرخی بھی رہتی تھی۔ ان ایام میں میں نے جب آپ کا موتی سرمہ استعمال کیا۔ مجھے یقینی طور پر فائدہ ہوا۔ یہ موتی سرمہ ضعف بصر۔ گرے۔ جلن۔ جالا۔ خارش چشم۔ پانی بہنا۔ دھندھ۔ غبار۔ پڑبال۔ ناخونہ۔ گوانجنی۔ رتوندہ۔ ابتدائی موتیا بند وغیرہ غرضیکہ یہ موتی سرمہ جملہ امراض چشم کے لئے اکسیر ہے۔ جو لوگ جوانی میں اس سرمہ کا استعمال رکھینگے۔ وہ بڑھاپے میں اپنی نظر کو جوانوں سے بھی بہتر پائینگے۔ قیمت فی تولہ دو روپے آٹھ آنے محصولڈاک

اکسیر البدن دنیا میں ایک ہی مقوی دوا ہے

دل میں نئی امنگ۔ اعضاء میں نئی ترنگ۔ دماغ میں نئی جولانی پیدا کرنا۔ کمزور کو زور آور اور زور آور کو شاہ زور بوڑھے جوان اور جوان کو نوجوان بنانا اس اکسیر کا ادنیٰ کرشمہ ہے۔ آپ اکسیر البدن استعمال کر کے اپنے اندر طاقت کا بھاری ذخیرہ جمع کر سکتے ہیں۔ قیمت ایک ماہ کی خوراک صرف پانچ روپے محصولڈاک علاوہ۔

حکیم صاحبان تو اکسیر البدن کی ہی تعریف کرتے ہیں جناب مولانا حکیم قطب الدین صاحب جو قادیان میں سب سے پرانے اور تجربہ کار حکیم ہیں۔ وہ اکسیر البدن کے متعلق اپنا تجربہ یوں بیان فرماتے ہیں۔ کہ مجھے کمزوری کی سخت شکایت تھی یہاں تک کہ اٹھنے بیٹھنے سے بھی سخت لاچار تھا آپکی دوا اکسیر البدن کے استعمال کے بعد میری صحت بہت اچھی ہو گئی۔ واقعی یہ دوا مقوی دماغ اور مقوی جسم ہے۔ ملنے کا پتہ:۔ **مینجر نور اینڈ سنز نور بلڈنگ قادیان ضلع گورداسپور پنجاب**

رجسٹرڈ حب اٹھرا رجسٹرڈ

اگر آپ کو اولاد حاصل کرنے کی حقیقی تڑپ ہے۔ تو آپ اپنے گھر میں حب اٹھرا استعمال کرائیں۔ اس کے کھانے سے بفضل خدا ہزاروں گھر صاحب اولاد ہو چکے ہیں جو اٹھرا کی بیماری کا نشانہ بن چکے تھے۔ مرض اٹھرا کی شناخت یہ ہے کہ اس سے بچے چھوٹے ہی فوت ہو جاتے ہیں۔ یا حمل گر جاتے ہیں یا مردہ پیدا ہوتے ہیں اس کو عوام اٹھرا کہتے ہیں۔ اس بیماری کے لئے حضرت خلیفۃ المسیح اولؓ مولانا مولوی نورالدین صاحب مرحوم طبیب کی مجرب حب اٹھرا اکسیر کا حکم رکھتی ہیں۔ یہ گود بھری بے مثل گولیاں حضور کی مجرب ویران اندھیرے گھروں کا چراغ ہیں۔ جن کو اٹھرا نے گل کر رکھا تھا۔ آج وہ خالی گھر خدا کے فضل سے پیارے بچوں سے بھرے پڑے ہیں۔ ان گود بھری گولیوں کے استعمال سے بچہ ذہین خوبصورت اور اٹھرا کے اثرات سے محفوظ پیدا ہوتا ہے۔ آزما کر فائدہ اٹھائیں قیمت فی تولہ عہ شروع حمل سے آخر مہینہ تک ۹ تولہ گولیاں خرچ ہوتی ہیں یکمشت تولہ منگوانے پر عہ تولہ اور نصف منگوانے پر صرف محصول معاف

المشتہر:۔ **نظام جان عبد اللہ جان معین الصحت قادیان**

تجارت کرو فائدہ اٹھاؤ

نمونہ کی گانٹھ مالیتی یکصد و دوصد روپیہ

ہمارا کٹ پیس کا مال تمام ہندوستان میں مقبول ہو رہا ہے تھوڑے سرمایہ والے اصحاب اور پردہ نشین مستورات نہایت آسانی سے یہ تجارت کر سکتی ہیں۔ موسم بہار اور موسم گرما کے مناسب حال کٹ پیس کی یکصد روپیہ یا دوصد روپیہ کی نمونہ کی گانٹھ منگوا کر آزمائش کریں۔ ولایت کی سربند گانٹھیں چار صد سے آٹھ صد اور ہزار روپیہ تک کی ہیں۔ نمونہ کی گانٹھوں میں موسم کے مطابق مختلف قسم کا کٹ پیس ہوگا۔ آرڈر کے ہمراہ چہارم رقم پیشگی آنی چاہئیے۔ جلد گانٹھیں منگوائیں اور تجارت کر کے فائدہ اٹھائیں۔ مفصل لسٹ طلب کریں خط لکھتے وقت اخبار ہذا کا حوالہ ضرور دیں۔

امریکن کمرشیل کمپنی بمبئی نمبر ۱۱

(گورنمنٹ سے رجسٹری شدہ)

ترقی کا راز

سپورٹس کی اشیاء رعایتی قیمتوں پر احمدی فرم سے حسب الارشاد حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ خریدا فرمادیں۔ انگلستان جس چیز کے ذریعہ ترقی کر کے ¼ حصہ دنیا پر قابض ہوا وہ سپورٹس ہے۔ اس لئے احباب سپورٹس مین بننے کی کوشش کریں۔

والی بال کیس زرد رنگ ۱۲ پینل اول درجہ فی عدد سے
" " " " دوم " عہ
" نیٹ عمدہ اول درجہ ڈبہ دو طرفی " عمر
" " " دوم " یکطرفہ " للعہ
بلیڈر نمبر ۵ برائے والی بال نمبر ۵ " ۱۲
ہاکی سٹکس لیڈر سیلون اول درجہ عمدہ قسم " ۸ر
" لیڈر بونڈ اول درجہ عمدہ قسم " ۸ر
بال سفید چمڑہ اول درجہ " عمار
" " دوم " عہر

نظام اینڈ کو شہر سیالکوٹ

کارخانہ ہذا سرکار میں منظور شدہ ہے

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں

——صوبہ سرحد میں نفاذ اصلاحات کے سلسلہ میں انتخابات ۷ لغایت ۱۲ اپریل ۱۹۳۲ء ہونگے۔ نتائج کا اعلان ۱۵ کو کر دیا جائیگا۔ اور پہلی کونسل کا پہلا اجلاس اواخر اپریل میں منعقد ہوگا۔:

——گذشتہ پرچہ میں انقلاب سے پانچ ہزار کی ضمانت طلبی کی خبر دی جا چکی ہے چونکہ موجودہ زمانہ میں اس قدر رقم کا مہیا کرنا خصوصاً ایسی حالت میں کہ اس کی ضبطی کا ہر وقت احتمال رہیگا۔ مشکل ہے اس لئے معزز معاصر نے اعلان کیا ہے کہ حالات کے سازگار ہونے تک اس کی اشاعت ۷ مارچ سے ملتوی کر دی جائیگی۔ مسلمانان ہند کے لئے یہ خبر اندوہناک ہے۔:

——ضلع مرشد آباد کے دو کانگرسی نوجوانوں پر جو بانڈ کی وصولی کے لئے جب ان کی آبائی جائداد قرق ہونے لگی۔ تو ان کے باپوں نے اپنے بیٹوں کو حق وراثت سے محروم کر دیا۔ اس پر جرمانہ جائداد سے وصول نہ کئے جانے کا فیصلہ ہوگیا۔:

——۲۸ فروری کو کسی بدباطن نے مائل پور مشن کے ایک علیحدہ مشنری کے بنگلہ پر ایک ۷ سالہ بچی پر ریوالور سے فائر کر دیا۔ حملہ آور گرفتار کر لیا گیا لڑکی زیر علاج ہے۔

——۲۷ فروری کو بلوچستان میں گورنر جنرل کے ایجنٹ نے سبی میلہ ایک دربار منعقد کیا۔ اور علاقہ کے سرداروں کے سامنے تقریر کرتے ہوئے کہا۔ کسی سرحدی قبیلہ کی طرف سے گورنمنٹ اب کسی قسم کے تشدد کو برداشت نہیں کریگی۔ ہاں اگر وہ کسی معاملہ میں عجلت سے ہاتھ نہ ڈالے تو اس کے صبر و تحمل کو کمزوری پر محمول نہیں کرنا چاہئیے۔

——ہندوستان سے جو وفد سر فضل حسین کے زیر قیادت جنوبی افریقہ گیا ہوا تھا۔ وہ ۲۷ فروری کو بمبئی پہنچ گیا۔ رپورٹ ہندوستان اور جنوبی افریقہ دونو مقامات پر بیک وقت شائع ہوگی۔:

——۲۸ فروری کو مولانا شوکت علی پشاور پہونچ گئے۔ جہاں ان کا پرجوش استقبال کیا گیا۔ آپ نے کہا۔ میں ۱۸ سال کے بعد سرحد میں اس لئے آیا ہوں۔ تا یہاں کے حالات کا بذات خود معائنہ کروں۔:

——الہ آباد سے ۲۸ فروری کی خبر ہے کہ یو۔ پی

گورنمنٹ نے سوراجیہ بھون میں جس پر آرڈی نینس کے رو سے قبضہ کر رکھا ہے۔ یکم مارچ سے ڈسپنسری کھولنے کا فیصلہ کیا ہے۔:

——جبل پور سے ۲۷ فروری کی خبر ہے کہ کسی شخص نے مٹی کا تیل ڈال کر پوسٹ آفس کو آگ لگانے کی کوشش کی۔ مگر ناکام رہا۔:

——امرتسر کے دروازہ مہان سنگھ سے باہر ایک دھوبی گھاٹ ہے جس پر مسلمان دھوبی سالہا سال سے کپڑے دھوتے ہیں لیکن چند دنوں سے اکالی اس میں مزاحمت کر رہے ہیں۔ اور بعض دھوبیوں کو زخمی بھی کر چکے ہیں۔ ۲۸ فروری کو بھی فریقین میں تصادم کا سخت احتمال تھا۔ فریقین کے لوگ کافی تعداد میں جمع ہو چکے تھے۔ حتیٰ کہ شہر میں فساد کی افواہ بھی پھیل چکی تھی۔ لیکن پولیس نے موقعہ پر پہونچ کر حالات پر قابو پالیا۔

——۲۶ فروری کو گول میز کانفرنس کی مشاورتی کمیٹی کا جو اجلاس ہوا۔ اس میں سرکاری اور امدادی سکولوں میں طلباء کے داخلہ پر سے فرقہ وار پابندیاں اٹھا دینے کی سفارش کی گئی۔ لیکن ارکان نے فیصلہ کیا۔ کہ اس مسئلہ کو چند روز تک ملتوی کر دیا جائے۔ تا کمیٹی کوئی ایسا فارمولا مرتب کر سکے۔ جو سب کے نزدیک قابل قبول ہو۔ فرقہ وار تصفیہ کے متعلق کانگرس کی سکیم پر غور و خوض کرنے کے بعد کمیٹی نے فیصلہ کیا۔ کہ طے شدہ اساسی حقوق میں اسے شامل کرنا ضروری نہیں ہے۔ کمیٹی نے فیصلہ کیا ہے۔ کہ جس رسم یا رواج سے اچھوتوں کو کوئی ضرر یا نقصان پہونچتا ہو۔ یا جس امتیاز سے ان کے حقوق پامال ہوتے ہوں۔ اسے ناجائز اور خلاف قانون قرار دیا جائے۔ ۲۷ فروری کے اجلاس میں فیصلہ کیا گیا۔ کہ اقلیتوں کو پرائمری تعلیم اپنی مادری زبان میں حاصل کرنے کا حق دیا جائے۔ سردار اجل سنگھ نے عدالتوں اور مجالس قانون ساز میں پنجابی زبان کے استعمال کا سوال اٹھایا۔ جسے کمیٹی نے نامنظور کر دیا۔

——۲۶ فروری کو وائسرائے ہند نے حضور نظام کو ایک شاندار گارڈن پارٹی دی جس میں سترہ سو مہمان مدعو تھے۔

——چونکہ چند روز ہوئے مدنا پور جیل سے دو خطرناک سیاسی قیدی بھاگ گئے تھے۔ اس لئے ۲۶ فروری کو دارالعوام میں ایک ممبر نے تجویز کی۔ کہ ایسے قیدیوں کو انڈیمان بھیج دینا چاہئیے۔ لیکن اسے منظور نہیں کیا گیا۔

——ہسپانیہ کی پارلیمنٹ نے اپنی تاریخ میں پہلی بار طلاق کا قانون منظور کیا ہے۔ جس کے رو سے محض فریقین کی رضامندی پر طلاق واقع ہو سکتی ہے۔ مذہب عیسائیت کی تعلیم اور عیسائیوں کے عمل میں یہ تضاد قابل غور ہے۔:

——۲۵ فروری جینوا میں مجلس تخفیف اسلحہ کا اجلاس شروع ہوا۔ سر جان سائمن نے وہ مسودہ پیش کیا۔ جو پانچ سال کی لگاتار کوشش سے تیار ہوا ہے اور اس کی منظوری کی درخواست کی۔ لیکن روسی مندوب نے کہا۔ کہ رپورٹ ناقص ہے۔ ایک طرف تو لیگ چین و جاپان کی جنگ پر اظہار افسوس کر رہی ہے۔ اور دوسری طرف دول متعلقہ کے سامان جنگ سے بھرے ہوئے جہاز وہاں پہونچ رہے ہیں۔ ترکی مندوب نے روسی مندوب کی تائید کی۔ لیکن باقی سب سر جان سائمن کے مؤید تھے۔:

——شنگھائی سے ۲۶ فروری کی اطلاع ہے۔ کہ اگرچہ جاپانی سخت گولہ باری کر رہے ہیں۔ لیکن چینی تمام مورچوں پر ڈٹے ہوئے ہیں۔ اور نہایت بہادری کے ساتھ مقابلہ کر رہے ہیں۔:

——یہ بات سخت حیرت ناک ہے کہ چین و جاپان میں اس قدر شدید جنگ کے باوجود ابھی دونوں کے سیاسی تعلقات منقطع نہیں ہوئے۔ چنانچہ چینی سفیر تا حال ٹوکیو میں موجود ہے اور جاپانی سفیر چین میں۔

——جموں سے ۲۸ فروری کی اطلاع ہے کہ مہاراجہ کشمیر یکم مارچ کو دہلی پہنچیں گے۔ آپ قصر وائسرائے میں دو روز ٹھہریں گے۔ اور

——معلوم ہوا ہے کہ مسٹر ملٹن لاہور آ رہے ہیں

——مجلس احرار اب اپنے اصلی رنگ میں ظاہر ہوگئی ہے چنانچہ ۲۹ فروری سے لاہور اور امرتسر میں اس کے والنٹیر غیر ملکی کپڑے کی دوکانوں پر پکٹنگ کرنے گئے۔ اور گرفتار ہوگئے۔ سیالکوٹ میں بھی شراب کی دوکان پران کی طرف سے پکٹنگ کیا گیا۔ پہلے مغل پورہ کالج کا مورچہ سر کیا۔ پھر ریاست کشمیر پر چڑھائی کی اور اس طرح مسلمانوں کا لاکھوں روپیہ کھا گئے۔ اب کہ مسلمانوں پران کی حقیقت ظاہر ہوگئی۔ اور چندہ ملنا بند ہو۔ پھر اپنے ہندو آقاؤں کی گود میں پہونچ گئے۔:

——۲۹ فروری کو بورسٹل جیل میں ڈاکٹر عالم کا مقدمہ پیش ہوا مجسٹریٹ نے دو سال قید سخت اور ایک سو روپیہ جرمانہ یا مزید تین ماہ قید کی سزا دی۔ سردار سردول سنگھ کو ۱۸ ماہ قید سخت اور ایک سو روپیہ جرمانہ یا مزید چھ ماہ قید کا حکم سنایا۔ اور دونوں کے لئے اے کلاس کی سفارش کی۔:

——شیلانگ ۲۹ فروری کی خبر ہے کہ چار برقعہ پوش ریوالوروں اور خنجروں سے مسلح اشخاص چلتی گاڑی میں داخل ہوئے۔ اور ڈاک لوٹنے کے بعد اسی حالت میں نیچے اتر گئے۔:

——پٹنہ سے ۲۹ فروری کی خبر ہے کہ بندوقوں اور لاٹھیوں سے مسلح سات ہزار ہجوم نے ۲۸ کو سیوہار کے تھانہ پر حملہ کر کے ایک افسر اور دو

عبدالرحمٰن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں باہتمام جناب گرمانکان کے چھپوا کر دفتر الفضل قادیان سے شائع کیا